UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188926
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—23—4-4-69—5,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

وخشور

جبران خلیل جبران

وخشور

خلیل صحافی

جبران اکیڈمی لاہور

نگران

ہندی شاہ طاہری

مطبع : نقوش پریس لاہور
طابع : احمد علی شاہ
ناشر : جبران اکادمی لاہور

۵

المصطفیٰ !

منتخب اور محبوب !!

اپنے عہد کا آغاز و اختتام !!!

شہر ارفلیس میں بارہ برس تک اپنے جہاز کا منتظر رہا۔ جس پر سوار ہو کر اسے اپنے وطن کی طرف جانا تھا

بارھویں برس ماہ عیلول کی ساتویں تاریخ ــــ جبکہ ارفلیس میں فصل کاٹنے کا موسم تھا۔

وہ شہر کی فصیل کے باہر ایک پہاڑی پر چڑھ گیا۔ اور اس نے سمندر کی طرف دیکھا۔ تو اسے کہر کے دھندلکے میں اپنا جہاز ساحل کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ تو اس کی روح کے دریچے وا ہو گئے اور اس کی مسرتیں پرواز کرتی ہوئیں سمندر پر پھیل گئیں

اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور روح کی پُر سکون خاموشیوں میں دعا کرنے لگا۔

لیکن جب وہ پہاڑی کی چوٹی سے اترا تو اس کے دل و دماغ پر افسردگی کی گھٹائیں چھا چکی تھیں اور اس نے اپنے دل میں سوچا: میں کس طرح رنج و غم محسوس کئے بغیر اس شہر کو الوداع کہہ سکتا ہوں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے دل کو گھائل کئے بغیر یہاں سے چلا جاؤں۔

میں نے اس شہر کی دیواروں کے اندر غم و اندوہ کے طویل دن گزارے ہیں اور تنہائی کی راتیں کتنی طویل تھیں۔

کون ہے جو اپنی تنہائی اور درد و اندوہ کو جذبۂ تاسف کے بغیر الوداع کہہ سکتا ہے۔

میری روح کے بے شمار پارے ان گلیوں میں بکھرے ہوئے ہیں اور میری کتنی ہی تمنائیں اور ارمان ان کو مسمار دل کے کرنے کرنے میں عریاں بھٹک رہے ہیں۔ اور میں دکھ اور بوجھ محسوس کئے بغیر ان سے جدا نہیں ہو سکتا۔

یہ کوئی لبادہ نہیں جسے آج میں اتار کر پھینک رہا ہوں

بلکہ یہ میرا پوست ہے جسے اپنے ہی ناخنوں سے نوچ کر مجھے پھینک دینا ہو گا۔

میں اِس وادی کو الوداع کہہ کر محض اپنا تصوّر ہی نہیں چھوڑ جاؤں گا۔ بلکہ ایک ایسا دل بھی جو رنج و محن کی لذّت کی آماجگاہ بن گیا تھا۔

تاہم میں زیادہ مدت تک راہ نہیں دیکھ سکتا

وہ سمندر جو ساری کائنات کو اپنے سینے میں جگہ دیتا ہے مجھے بلا رہا ہے۔ اِس لیے مجھے آمادۂ سفر ہونا ہی پڑیگا۔ کیونکہ میرا مزید قیام مجھے یخ بستہ کر دے گا اور میں ایک ہی قالب میں ڈھل کے رہ جاؤں گا۔

اگرچہ رات کے لمحے اپنی آتش انگیزیوں میں مصروف ہیں لیکن میری آرزو تو یہ ہے کہ یہاں کی ہر شئے اپنے ساتھ لے جاؤں لیکن کس طرح ؟

زبان اور ہونٹوں نے آواز کو قوّتِ پرواز بخشی ہے لیکن آواز انہیں فضا میں اڑا کر نہیں لے جا سکتی۔ اسے تنہا کرۂ باد سے ماورا کی جستجو میں محوِ پرواز ہونا پڑے گا۔

عقاب تنہا ہی آفتاب کی درخشاں روشنی میں نامعلوم منزل کی طرف اڑتا ہے لیکن اپنے گھونسلے کو ساتھ نہیں لے جاتا۔

جب وہ بلندی سے اتر کر دامن کوہسار میں پہنچا تو اس نے مڑ کر سمندر کو ایک بار پھر دیکھا۔
اس نے دیکھا کہ جہاز ساحل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اور عرشۂ جہاز پر جہازرانوں کو کھڑے دیکھا۔ جو سب اس کے ہموطن تھے۔

اس کی روح بے تاب ہو کر ان کی طرف لپکی اور اس نے کہا:

اے مادر وطن کے فرزندو! — اے دوش امواج پر سوار ہونے والو!!
کتنی بار تم میرے خوابوں کے سمندر میں تیرتے رہے ہو، اور اب عالم بیداری میں جو خوابوں سے بھی زیادہ گمبھیر ہے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔
میں سفر کے لیے تیار ہوں اور میرا اشتیاق پھیلے ہوئے بادبانوں کی طرح ہوا کا منتظر ہے۔

اس خاموش اور ساکت فضا میں مجھے صرف ایک سانس اور لینا ہے۔ اور محبت سے بھرپور ایک واپسیں نگاہ ڈالنا ہے پھر میں تمہارے دوش بدوش کھڑا ہو جاؤں گا۔

دریا نوردوں میں ایک دریا نورد ——

اے بحرِ ذخار —— اے مادرِ خوابیدہ! تیرے آغوش میں دریاؤں اور ندیوں کو سکون کی آزادی ملتی ہے

پیشتر اس کے کہ اس ندی کا پانی ایک اور موڑ پہ گھوم جائے یا شاداب وادی کی فضا میں ایک لمحہ کے لیئے اس کی ہلکی سی گونج پیدا ہو۔ میں تیرے آغوش میں آجاؤں گا۔

ایک بے پایاں قطرہ —— بحرِ بے پایاں کے دامن میں

جب وہ آگے بڑھا۔ تو اس نے دُور ہی سے ان مردوں اور عورتوں کو دیکھا۔ جو اپنے لہلہاتے کھیتوں اور تاکستانوں کو چھوڑ کر شہر کے دروازوں کی طرف جلد جلد بڑھ رہے تھے۔ ان کی آوازیں اس کے کانوں میں پڑیں۔

وہ سب اس کو پکار رہے تھے اور کھیتوں کھیت باآوازِ بلند ایک دوسرے کو اس کے جہاز کی آمد کی خبر سنا رہے تھے

اس نے دل ہی دل میں کہا۔

کیا جدائی کا دن ہی یوم اجتماع ہوگا؟

اور کیا یہی کہا جائے گا۔ کہ میری شام زندگی ہی حقیقت میں میری صبح زندگی ہے؟؟

میں اس کو کیا دے سکوں گا۔ جس نے میرے لئے اپنے ہل کھیتوں کے درمیان ہی چھوڑ دیئے اور شراب کی بھٹی کو ٹھنڈا کر دیا۔

کاش! میرا دل پھلوں سے لدا ہوا درخت بن جائے اور میں اپنے میووں کو چن کر فراخدلی سے ان لوگوں میں تقسیم کر سکوں۔

کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ میری تمنائیں چشمے کی طرح پھوٹ نکلیں تاکہ میں ان کے پیالے بھر سکوں۔

کیا میں بربط نہیں بن سکتا۔ کہ کوئی مضبوط ہاتھ اس کے تاروں کو چھو سکے۔ یا میں ایک بانسری ہی بن سکتا کہ کسی کا گرم گرم سانس میرے سینے سے گزر سکتا

میں سکون و تنہائی کا متلاشی ہوں

لیکن وہ کون سی دولت ہے جو میں نے سکون و تنہائی میں حاصل کی تھی؟ اور جسے میں اعتماد کے ساتھ چھوڑ سکوں۔

اگر آج میرے لئے فصل کاٹنے کا دن ہے تو میں نے کون سے کھیتوں اور کون سے فراموش کردہ موسموں میں بیج بویا تھا؟

اگر آج وہ ساعت آپہنچی ہے۔ جب مجھے اپنا چراغ بلند کرنا ہے۔ تو اس چراغ میں میری ذات کا شعلہ سرگرم کار نہیں ہوگا مجھے اپنے چراغ کو بے نور ہی بلند کرنا ہوگا اور رات کے نگہبان کو اس میں تیل ڈالنا ہوگا اور وہی اس کو فروزاں کرے گا۔

الفاظ کے پردوں سے وہ یہی کچھ کہہ سکا، لیکن اس کے سینے میں بے شمار ایسے اسرار و رموز تھے جنہیں وہ زبان پر نہیں لا سکتا تھا۔ اس لئے کہ وہ اپنے سربستہ راز دل کو خود بے نقاب نہیں کر سکتا تھا۔

جب وہ بستی میں داخل ہوا۔ تو بستی کے رہنے والے اکٹھے ہو کر اس کے خیر مقدم کے لئے آگے بڑھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیک آواز کچھ اس سے کہہ رہے ہیں

بزرگانِ قوم صف اول میں کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا۔ ابھی ہمیں داغِ مفارقت نہ دو، تم ہمارے دھندلکوں میں ظہرِ نیم روز بن کر آئے اور تمہارے شباب نے ہمیں حسین و جمیل خواب عطا

گئے۔ ہمارے درمیان تم کوئی اجنبی نہیں ہو اور نہ ہی مہمان بلکہ ہمارے نورِ نظر اور محبوب ہو۔ ابھی ہماری مشتاق آنکھوں کو محرومِ دید نہ کرو۔

پھر پجاری اور پجارنوں نے اس سے کہا۔ اس وقت اپنے اور ہمارے درمیان سمندر کی لہروں کو حائل نہ کرو اور ان دنوں کو جو تو نے ہمارے درمیان بسر کئے ہیں یادوں کے دھندلکے میں روپوش نہ ہونے دو۔

تو ایک روح کے مانند ہمارے درمیان آیا اور تیرے سائے نے ہمارے چہروں کو پُر نور بنا دیا۔

ہم نے تم سے بے انداز محبت کی۔ لیکن ہماری محبت خاموش تھی۔ جسے ہم نے اپنے سینوں کی خلوتوں میں پوشیدہ رکھا۔ لیکن اب یہ محبت زبانِ حال سے فریاد کناں ہے اور تمہارے حضور میں آشکارا ہے۔

محبت ہمیشہ اپنی گہرائیوں سے بے خبر اور ناآشنا رہتی ہے۔ جب تک کہ جدائی کے لمحے اسے بیدار نہیں کر دیتے۔

پھر کچھ اور لوگ بھی حاضر ہوئے اور انہوں نے التجا کی لیکن وہ صرف اپنا سر جھکائے کھڑا رہا۔

وہ جو اس کے نزدیک کھڑے تھے۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دو چشمے پھوٹ کر اس کے سینے پر گر رہے ہیں۔

پھر وہ لوگوں کے ہجوم کے ساتھ معبد کے سامنے بڑے چوک کی طرف گیا۔ وہاں حرم سے ایک عورت باہر نکلی جس کا نام المطرہ تھا۔ وہ روشن ضمیر عورت محرم اسرار و رموز تھی۔

اس نے اس عورت کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا۔ جو انتہائی شفقت و محبت کی آئینہ دار تھیں۔

یہی وہ عورت تھی۔ جس نے سب سے پہلے جستجو کی اور اپنا اعتقاد و اعتماد اس کے سپرد کیا۔ جب اسے ارفلیس میں آئے ہوئے صرف ایک ہی دن ہوا تھا۔

اس عورت نے پکار کر کہا۔ اے واقفِ سرِ یزدانی! انتہا کی آخری حد تک پہنچنے کے لیئے تیری منتظر نگاہیں اپنے جہاز کی تلاش میں فاصلوں کو طے کرتی رہیں اور اب تیرا جہاز آگیا ہے۔ تجھے یقیناً اپنے عزیز وطن کی طرف جانا ہوگا۔ اپنی یادوں کی سرزمین اور عظیم ترین آرزوؤں کی آماجگاہ کیلئے تمہارا دل خواہشات سے لبریز ہے۔ اور ہماری محبت اور ہمارے

بندھن تجھے تیرے عزم سے روک نہیں سکتے۔ لیکن ہماری انتہائی خواہش ہے کہ ہم سے جدا ہونے سے قبل تو اپنے خیالات سے ہمیں بہرہ ور کرے، اور اپنی صداقت ہمیں عطا کرے، ہم اس عطیہ کو اپنے بچوں کے سپرد کر جائیں گے اور وہ اپنے بچوں کو ــ اور اس طرح یہ امانت غیر فانی ہو جائے گی۔

تو نے اپنی تنہائیوں میں ہمارے دنوں کو گزرتے ہوئے دیکھا ہے اور عالم بیداری میں تو نے ہماری نیندوں کی مسکراہٹ اور اشک ریزی کو بھی دیکھا ہے، اب ہمیں ہمارے سینے کے رازوں کا محرم کر دے ــــــــــــ اور ان رازوں کو ہم پر روشن کر دے جو پیدائش اور موت کے فاصلے کے درمیان سربستہ نہیں۔

اس نے جواب دیا۔ اڑفلیس کے رہنے والو!

میں تم پر کون سی ایسی چیز بے نقاب کروں، سوائے اس کے جو اس وقت بھی تمہاری روحوں میں محوِ خرام ہے۔

اس وقت المطرہ نے کہا۔ ہمیں محبّت کی باریکیوں سے روشناس کر دو!

اس نے اپنا سر اٹھایا اور ہجوم پر ایک نظر ڈالی اور ان سب

پر سکوت طاری ہو گیا۔ تو اس نے جلال آمیز آواز میں کہا جب محبت تمہیں اپنی طرف بلائے تو تم اس کے پیچھے پیچھے چلو، اگرچہ اس کے راستے دشوار گزار اور بلند زین چٹانوں سے اٹے ہوئے ہیں۔

جب محبت تمہیں اپنے آغوش میں لینے کے لئے اپنے شہپر پھیلا دے تو تم اپنا وجود اس کے سپرد کر دو، خواہ وہ تلوار جو اس کے شہپر میں پوشیدہ ہے تمہیں گھائل کر ڈالے۔

جب محبت تم سے مخاطب ہو، تو سر تسلیم خم کر دو، خواہ اس کی آواز تمہارے خوابوں کی دنیا کو پریشان ہی کر دے جس طرح شمالی جھکڑ گلستاں کو برباد کر دیتا ہے۔

جہاں محبت مالک تخت و تاج بناتی ہے۔ وہاں دار پر بھی کھنچوا سکتی ہے

جہاں وہ تمہاری نشو و نما کے لئے ہے۔ وہاں وہ بیکار شاخوں کی کانٹ چھانٹ بھی کرتی ہے۔

اور جب وہ تمہاری بلندیوں کو طے کرتی ہوئی تمہارے شجر حیات کی اس شاخ پر بوسہ دیتی ہے جو آفتاب کی نرم شعاعوں میں کانپ رہی ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ تمہاری

ان جڑوں کو متزلزل بھی کر دیتی ہے ۔ جو زمین میں دور تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں ۔

وہ اجناس کے پولیوں کے انبار کی طرح تمہیں اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے ۔ اور تمہیں عریاں کرنے کے لیئے وہ تمہیں گاہتی ہے اور بھس سے علیحدہ کرنے کے لیے زمین پر پھینکتی ہے اور تمہیں سفیدی عطا کرنے کے لئے پیس ڈالتی ہے ۔ پھر تمہیں گوندھتی ہے تاکہ تم میں لچک پیدا ہو جائے پھر تمہیں اپنی مقدس آگ کی بھٹی میں ڈال دیتی ہے تاکہ تم روح القدس کے دسترخوان کا ایک مقدس نان بن جاؤ ۔

اور جب محبت تم پر یہ تمام عمل کر چکے پھر کہیں جا کر تم واقفِ اسرار ہو سکو گے اور اس واقفیت کے بعد تم کہیں زندگی کی روح کا ایک پارہ بن سکو گے ۔

لیکن اگر تم خوف زدہ ہو کر صرف محبت کے سکون و عیش ہی کے متلاشی ہو گئے تو اس سے بہتر ہے کہ تم اپنی عریانی کو ڈھانک کر محبت کی امتحان گاہ سے دور ہی رہو ۔ اور ایسی بے کیف دنیا میں چلے جاؤ ، جہاں تم قہقہہ لگاؤ گے ۔ مگر تمہارے قہقہے ادھورے ہوں گے ۔

تم اشک بہاؤ گے مگر تمہارے آنسو بے معنی اور بے اثر ہوں گے۔

محبت تمہیں کچھ نہیں دیتی سوائے محبت کے اور محبت تم سے کچھ نہیں لیتی سوائے محبت کے

محبت قابض نہیں ہوتی اور نہ اس پر قبضہ کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ محبت صرف محبت ہی کے لیے ہے

•

جب تم محبت کرو تو یہ نہ کہو کہ خدا تمہارے قلب کی پنہائیوں میں ہے بلکہ یہ کہو کہ میں خدا کے دل میں پنہاں ہوں۔

یہ بات اپنے تصور میں بھی نہ لاؤ کہ تم محبت کی راہ کی رہنمائی کر سکو گے۔ پر محبت تمہیں راستہ بتلائے گی۔ بشرطیکہ تمہیں اس قابل سمجھے

محبت کی اس کے سوا کچھ اور آرزو نہیں کہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا سکے اور پھر اگر تم محبت کرو اور اپنے دل کو خواہشات کی آماجگاہ بھی بناؤ تو تمہاری آرزوئیں یہ ہوں:۔

چشمے کے بہتے ہوئے پانی میں اپنے آپ کو سمو ڈالو جو

شب کی ظلمتوں کو اپنے گیت سُناتا ہے
اس درد کے احساس میں کھو جاؤ جو انتہائی محبّت کے جذبات سے پیدا ہوتا ہے
اپنے محسوساتِ محبت سے خود ہی گھائل ہونا اور خون کے بہنے سے بے نیاز ہو کر اس زخم کی لذتوں میں محو ہو جانا۔ پھر صبح کے وقت اسی طرح بیدار ہونا کہ تمہارا طائرِ دل اپنے پَروں کو پھیلائے ہوئے ہو اور اس کے بعد کردگار کا شکریہ ادا کرنا کہ تمہیں محبت کرنے کے لیے ایک اور دن نصیب ہو گیا ہے
دوپہر کو جب تم بسترِ استراحت پر قیلولہ کرنے کے لئے دراز ہو تو اس وقت بھی محبّت کے سرور و کیف سے لطف اندوز ہوتے رہو اور سرِ شام محبت کے سپاس گزار ہو کر اپنے گھروں کو لوٹو۔
رات کو جب آنکھیں بند کرو، تو اپنے محبوب کے لئے تمہارا دل دعاؤں سے معمور ہو اور تمہارے لبوں پر مدح و ستائش کے نغمات رقص کناں ہوں۔

المطرہ پھر گویا ہوئی اور کہا

آقا! ازدواج کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے

اور اس نے کہا۔

تم اکٹھے پیدا ہوئے اور ہمیشہ اکٹھے ہی رہو گے اور اس وقت بھی اکٹھے ہو گے جب موت کے سپید بازو تمہارے شیرازۂ حیات کو منتشر کر دیں گے

ہاں تم خدا کی خاموش یادوں میں بھی یکجا نظر آؤ گے۔ لیکن اپنی یکجائی میں فاصلے موجود رہنے دو اور نسیم فردوس کو اپنے درمیان رقص کرنے دو۔

ایک دوسرے سے محبت کرو لیکن محبت کے بندھن درمیان میں نہ ہوں

اس طرح گویا تمہاری روحوں کے ساحل کے درمیان ایک وسیع سمندر موجزن ہے
ایک دوسرے کے جام بھر دو، پر ایک ہی جام سے پینے کی کوشش نہ کرو۔
ایک دوسرے کو اپنی روٹی کا حصّہ دو، پر ایک ہی روٹی میں شریک نہ کرو۔
رقص و سرود کی محفلیں اکٹھے ہو کر برپا کرو اور اپنے دلوں کو مسرتوں سے بھرپور کر دو، لیکن تم سب تنہا کھڑے نظر آؤ۔
بربط کے تار علیحدہ علیحدہ نظر آتے ہیں لیکن نغمے کی روح ان سب میں لرزاں ہے

اپنے دلوں کو دوسروں کے سپرد کر دو لیکن ایک دوسرے کے رحم پر نہ چھوڑو، کیونکہ تمہارے دلوں کو صرف زندگی کا ہاتھ ہی اپنی مٹھی میں لے سکتا ہے۔
اکٹھے رہنے کے باوجود ایک دوسرے کے بہت نزدیک نہ رہو کیونکہ معبد کے مینار ہمیشہ ایک دوسرے سے الگ ہی نظر آتے ہیں۔
اور بلوط اور صنوبر کے درخت ایک دوسرے کے سایہ میں نہیں اگتے۔

ایک عورت جو بچے کو اپنی چھاتی سے لگائے ہوئے تھی
کہنے لگی بچوں کے متعلق کچھ فرمایئے
اور اس نے کہا
تمہارے بچے تمہارے بچے نہیں ہیں بلکہ زندگی اپنی آرزوؤں
کی تکمیل کے لئے انہیں معرضِ وجود میں لاتی ہے۔
تم ان کی تخلیق کا ایک ذریعہ ہو، پر تم ان سے تعلق نہیں
رکھتے۔

اگرچہ وہ تمہارے پاس ہیں، پر وہ تمہارے نہیں۔

تم انہیں اپنی محبت دے سکتے ہو پر اپنے خیالات نہیں۔
وہ اپنے تخیلات کی دنیا اپنے ساتھ لاتے ہیں
تم ان کے جسموں کی آسائش کے لئے مکانات مہیا کر سکتے

ہو۔ لیکن ان کی روحوں کو قید نہیں کر سکتے۔

اِس لیے کہ ان کی روحیں قصرِ فردا میں رہتی ہیں۔ پر تم وہاں نہیں جا سکتے

تم اپنے خوابوں میں بھی وہ جگہ نہیں دیکھ سکتے۔

تم اُن کی زندگی اختیار کرنے کے لیے کوشاں ہو سکتے ہو،

لیکن انہیں اپنا سا بنانے کے لیے جد و جہد نہ کرو

کیونکہ اشہبِ حیات ماضی کی طرف زقند نہیں لگاتا

تم کمانیں ہو جن سے تمہارے بچے زندہ تیر بن کر فضا میں اپنا راستہ بناتے ہیں۔

تیر انداز راہِ ابد پر نشانہ باندھتا ہے اور وہ تمہیں اپنی پوری طاقت سے جھکا دیتا ہے تاکہ اس کے تیر کمان سے نکل کر پوری رفتار سے بہت دور تک پہنچ جائیں۔

کوشش کرو، کہ تم تیر انداز کے ہاتھوں میں بہ ہزار مسرّت و شادمانی جھک جاؤ، اس لئے کہ جہاں وہ اپنے تیز رفتار تیروں سے محبت کرتا ہے وہاں وہ مضبوط کمانوں کو بھی دل کے نزدیک رکھتا ہے۔

پھر ایک صاحب امارت و حشمت نے کہا
کچھ جود و عطا کے متعلق بھی ارشاد فرمایئے

اور اس نے کہا

جب تم اپنی املاک تقسیم کرتے ہو، تو کوئی کارِ عظیم سرانجام
نہیں دیتے لیکن جب تم اپنے نفس اور اپنے آپ کو دیتے ہو
تو واقعی جود و عطا سے کام لیتے ہو

اور تمہاری املاک ہیں ہی کیا ؟

سوائے ان چیزوں کے جن کی تم محض اس اندیشے سے
حفاظت کرتے ہو، کہ کل تمہارے کام آسکیں اور یہ فردا ——
کل کا دن۔

اس ضرورت سے زیادہ محتاط کتے کے لئے کیا تحفہ

لائے گا۔ جو آج اپنی چبائی ہوئی ہڈیوں کو وسیع ریگستان کی ریت میں دبا دیتا ہے اور خود مقدس شہر کو جانے والے قافلہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے

احتیاج کا اندیشہ کیا ہے؟ اندیشہ خود احتیاج ہے تشنگی کا خوف جبکہ تمہارا کنواں پانی سے لبریز ہو، خود ایک غیر فانی تشنگی ہے

تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے وافر مال میں سے تھوڑا دیتے ہیں محض شہرت کے لئے

لیکن ان کی خفیہ خواہشات ان کے تحفوں کو حقیر و ناکارہ بنا دیتی ہیں

اور کچھ ایسے بھی جو بہت تھوڑا مال رکھتے ہیں پھر بھی سب کچھ دے ڈالتے ہیں

وہ اپنی زندگی اور اس کی نعمتوں پہ اعتماد رکھتے ہیں اور اُن کی تجوری کبھی خالی نہیں رہتی

اور کچھ وہ ہیں جو انتہائی مسرت اور خلوص کے ساتھ خیرات کرتے ہیں

ان کی مسرت و شادمانی ان کی فیاضیوں کا انعام ہے

اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ملال کے ساتھ دیتے ہیں
ان کا ملال ان کی سزا ہے

کچھ وہ بھی ہیں جو دیتے ہیں اور مسرت و ملال اور حسن و ثواب سے بے پروا اور بے نیاز ہو جاتے ہیں

اور وہ اس طرح دیتے ہیں جس طرح سامنے وادی میں کیوڑہ کا پودا اپنی خوشبو سے فضا کو معمور کرتا ہے

ایسے ہی لوگوں کے ہاتھوں کی وساطت سے خدا کلام کرتا ہے اور ان کی آنکھوں کے پردوں سے زمین پر مسکراتا ہے۔

سائل کو دینا کارِ ثواب ہے

لیکن اس سے بھی زیادہ نیکی اور ثواب کا کام بغیر سوال کے دینا ہے

سخی کو خیرات کرنے سے زیادہ لطف حاجتمند کو تلاش کرنے میں آتا ہے

کوئی ایسی چیز ہے جس کو تم روک سکتے ہو

جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے وہ ایک دن تمہارے ہاتھ سے

نکل جائے گا۔ اس لئے اُسے آج تقسیم کر دو تاکہ خیرات کا ثواب
ولطف تمہیں حاصل ہو نہ کہ تمہاری اولاد اور تمہارے وارثان
بازگشت کو

تم اکثر کہتے ہو خیرات دوں گا لیکن صرف مستحق کو
پر تمہارے باغ کے درخت اور تمہاری چراگاہ کے گلے
تو یہ نہیں کہتے

وہ اپنا سب کچھ لٹا دیتے ہیں اور اسی میں ان کی لذت کا
راز ہے

خیرات نہ دینا تباہی و بربادی کے مترادف ہے
یقین جانو

جو شخص اپنے دنوں اور اپنی راتوں کو حاصل کرنے کی
اہلیت رکھتا ہے یقیناً وہ تم سے بھی ہر چیز حاصل کرنے کا
حقدار ہے

اور جو زندگی کے بحر ذخار سے اپنے تشنہ لبوں کی پیاس
بجھاتا ہے وہ یقیناً تمہاری چھوٹی سی ندی سے بھی اپنا سبو لبریز
کرنے کا مستحق ہے

اور اس سے بڑا صحرا کون سا ہو سکتا ہے جو خیرات لینے

کے سلسلے میں جرأت اور اعتماد کے درمیان موجود ہے

اور تم ہو ہی کیا کہ لوگ اپنا سینہ چاک کریں اور اپنے غرور کو تمہارے پاؤں پر ڈالتے ہوئے۔ خیرات کے سے لئے تمہارے دروازے پر آئیں تاکہ تم ان کی حیثیت کو برہنہ اور خودی کو پامال دیکھ سکو

اپنی حقیقت کو پہچانو کیا تم بھی اس بات کے مستحق ہو کہ تمہیں کسی کا حاجت روا بنایا جائے

حقیقت تو یہ ہے کہ زندگی ہی زندگی سے حاصل کرتی ہے اور تم جو اپنے آپ کو مخیر تصور کرتے ہو تمہاری حیثیت محض ایک شاہد کی ہے

تم سب حاجتمند ہی ہو

تشکر و احسان کا ایسا بوجھ اپنے شانوں پر نہ ڈالو جو تمہارے لیے اور دینے والے کے لئے جوا بن جائے

حاجت روا کی بلند فطرت اور عالی ظرفی کے ساتھ خود بھی عالی فطرت اور بلند ظرف ہو جاؤ

گویا تم محو پرواز ہو

حاجت روا کی احسان مندی کا شکریہ ادا کرکے

تم اس کی فیاضی پر شبہ کرتے ہو جس کا خمیر مادر گیتی
سے اٹھایا گیا ہے اور جس کا باپ وہ ہے جو بغیر سوال
کے ہمیشہ دیتا ہے ؛

پھر ایک عمر رسیدہ کھٹیارے نے سوال کیا
کچھ کھانے پینے کے متعلق بھی بیان کیجئے۔
اُس نے کہا
کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر تم زمین کی خوشبوؤں کے سہارے
زندہ رہ سکتے جس طرح درخت آفتاب کی کرنوں سے اپنا نمو
حاصل کرتے ہیں
لیکن اگر تم اپنی فطرت سے مجبور ہو، کہ دوسروں کا خون
بہا کر اپنی غذا حاصل کرو اور اپنی پیاس بجھانے کے لئے نوزائیدہ
بچوں کو شیر مادر سے محروم کرو۔
تو ایسا کرو، کہ تمہارا یہ فعل بھی عبادت میں داخل ہو جائے
تمہارا دستر خوان ایک قربان گاہ بن جائے جس پر جنگل
اور میدان کے پاک اور معصوم جانور اس چیز کے لئے قربان

کیے جائیں۔ جو انسان میں زیادہ پاک اور معصوم ہے

جب تمہاری چھری ایک بے زبان کا رشتۂ حیات منقطع کرنے کے لئے آمادہ ہو تو تمہارے دل سے یہ صدا آرہی ہو

وہ قوتِ ازلی جو تمہاری رگِ حیات کا رشتہ جدا کر رہی ہے وہی قوت مجھے بھی ذبح کرتی ہے اور میرا جسم بھی فنا آشنا ہو جائے گا۔

جس قانونِ فطرت نے تجھے میرے سپرد کر دیا ہے وہ مجھے بھی مجھ سے زیادہ طاقت ور اور قوی کے حوالے کر دے گا

تمہارا اور میرا خون اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہ وہ رس ہن کر شجرِ طوبیٰ کی آبیاری کرے

اور جب کسی سیب کو اپنے دانتوں کا نوالہ بناؤ تو اپنے دل میں کہو

تیرا بیج میرے جسم کی خلوتوں میں سرسبز و شاداب رہے گا اور تیرے مستقبل کے شگوفے میرے دل کی پہنائیوں میں پھوٹیں گے۔ تیری نکہت میرا سانس ہو گی اور ہم دونوں ایک دوسرے کا جزو بن کر ہر موسم میں شاداں و فرحاں رہیں گے۔

اور جب موسم خزاں میں شراب کشید کرنے کے لیے
تم تاکستانوں سے انگور جمع کرو تو اپنے دل میں کہو
میں بھی انگوروں کا ایک باغ ہوں اور میرے ثمر بھی کشید
مے کے لئے شاخوں سے علیحدہ کئے جائیں گے اور شراب نو
کے مانند مجھے بھی ابدی مینا میں سر بمہر رکھا جائے گا

اور جب موسم سرما میں تم شراب پیو۔ تو ہر جام کے ساتھ
تمہارے دل کی گہرائیوں سے ایک گیت ہو پیدا ہو اور یہ گیت
خزاں کے دنوں، انگوروں کے باغوں اور شراب کی کشید
کی یادوں سے معمور ہو ؎

پھر ایک دہقان نے کہا محنت کی گتھیوں کو ہمارے لئے سلجھاؤ

اُس نے جواب دیتے ہوئے کہا

تم اِس لئے محنت کرتے ہو کہ اِس دھرتی اور اِس دھرتی کی روح کی رفتار سے دوش بدوش چل سکو

اس لئے کہ بیکار کاہل رہنا ایسا ہی ہے جیسے موسموں کے تغیر سے کوئی شخص نا آشنا ہو

اور زندگی کے اس قافلے سے جدا ہو جانے کے مترادف ہے جو شان و شوکت اور بعجز افتخار منزل لامکان کی طرف جادہ پیما ہے۔

جب تم محنت کرتے ہو تو تم ایک ایسی بنسری کے مترادف

ہو جس کے سینے سے وقت کی سرگوشیاں موسیقی کی تانوں میں بدل جاتی ہیں

ایسا کون انسان ہے جو جامد و ساکت نے بن کر رہنا پسند کریگا جبکہ یہاں ہر شئے ہم آہنگ ہو کر نغمہ سرا ہے

تم سے ہمیشہ یہ کہا گیا ہے کہ محنت ایک لعنت اور جفا کشی ایک مصیبت ہے

لیکن میں تمہیں یہ کہتا ہوں۔ کہ جب تم محنت کرتے ہو تو تم زمیں کے بعید ترین خواب کی تکمیل کرتے ہو

یہ خواب تمہارے مقدر میں تھا اس وقت سے جبکہ اس کی آفرینش ہوئی

محنت سے آشنا ہونا حقیقت میں زندگی سے محبت کرنا ہے

اور محنت کے توسط سے زندگی سے محبت کرنا

زندگی کے سربستہ رازوں سے واقف ہونا ہے

اگر تم اپنے دکھ اور درد میں اپنی زندگی کو ایک قہر خیال کرتے ہو اور اپنے جسم کے سہارے کو لعنت تصور کرتے ہو جو تمہاری لوح پیشانی پہ تحریر کر دی گئی ہے

تو پھر میں کہوں گا، کہ تمہاری پیشانی کے قطرے ہی اِس تحریر
کو دھو سکیں گے

نہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زندگی ظلمت ہے اور تم اپنی درماندگی
میں وہی الفاظ دہراتے ہو جو ایک درماندہ نے کہے ہیں
میرے نزدیک بھی زندگی ایک ظلمت ہے بجز اس کے کہ جب
دل میں خاص لگن ہو
اور لگن اندھی ہوتی ہے بجز اس کے کہ جب سینے میں علم
موجود ہو
اور تمام علوم خودنمائی پر مبنی ہیں بجز اس کے جب محنت
بروئے کار ہو
اور محنت بحیثیت کل بے حقیقت ہے بجز اس کے جب
دل میں محبت موجزن ہو۔
اور جب محض محبت کی وجہ سے محنت کی جائے تو انسان
اپنی شخصیت کو اپنے ساتھ اور پھر خدائے لم یزل کے ساتھ وابستہ
کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے
محبت کے جذبے کے ساتھ محنت کرنا کسے کہتے ہیں

یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ہم دلوں کے تاروں سے کپڑا بنتے ہیں گویا یہ لباس تمہارے محبوب کے جسم کے لیے تیار ہو رہا ہے یا یوں کہنا چاہیئے کہ تم وارفتگی کے عالم میں ایک مکان تعمیر کراتے ہو گویا تمہارا محبوب اس مکان میں قیام پذیر ہونے والا ہے

تم کمال شفقت اور محبت سے دھرتی میں بیج پھینکتے ہو اور انتہائی مسرت کے ساتھ فصل کاٹتے ہو۔ گویا تمہارا محبوب اس پھل سے لطف اندوز ہونے والا ہے

تم اپنی روح کی قوت سے اپنے ماحول کو استوار کر رہے ہو اور اس طرح تمہیں اس بات کا قطعی احساس ہے کہ گزری ہوئی نیک روحیں تمہارے گرد کھڑی تمہارا نظارہ کر رہی ہیں۔

میں نے تمہیں اکثر یہ کہتے سنا ہے اور گویا تم خواب میں باتیں کر رہے ہو

وہ جو سنگِ مرمر پر اپنی صناعی سے اپنی روح کو پتھر کے ٹکڑے میں ڈھال دیتا ہے بدرجہا بہتر ہے اس شخص سے جو ہل چلا کر زمین کا سینہ شق کرتا ہے

اور وہ جو قوسِ قزح کو اپنے قبضے میں لا کر انسان کی مشابہت کے مطابق کپڑے کے ایک ٹکڑے پر پھیلا دیتا ہے اِس سے بہتر ہے جو ہمارے پاؤں کے لئے جوتا تیار کرتا ہے

لیکن میں خواب نہیں بلکہ عالمِ بیداری میں عین نصف النہار کے وقت اِس امر کا اعلان کرتا ہوں۔ کہ نسیمِ صبح کے جھونکے شاہ بلوط کے سربلند درخت سے ہی اٹھکیلیاں نہیں کرتے بلکہ گھاس کے بے وقعت تنکوں سے بھی وہ بغل گیر ہوتے ہیں

عظمت مآب انسان وہی ہے جس کا جذبۂ الفت ہوا کی تیز آواز کو ایک جان پرور اور روح افزا گیت اور موسیقی میں تبدیل کر دے

محنت محبت ہے جسے بے نقاب کر دیا جاتا ہے اور اگر تم محبت کے جذبے سے نہیں بلکہ محض بے دلی سے محنت کرتے ہو تو بہتر ہے کہ اِس کام کو چھوڑ دو اور کسی معبد کے دروازے پر بیٹھ کر ان خوش بخت لوگوں کے سامنے اپنی جھولی پھیلا دیا کرو جو مسرت اور بہجت سے محنت کرتے ہیں

اگر تم بے دلی سے روٹی پکاتے ہو تو وہ کڑوی ہو گی اور اس سے انسان کی بھوک کبھی زائل نہ ہو گی

اور یہ بھی سمجھ لو۔ کہ اگر تم انگوروں کی شراب با دل نخواستہ نکالتے ہو تو تم اپنی بے دلی سے اس شراب میں زہر کے قطرے ملاتے ہو۔

اگر تم ملائکہ کی طرح از لی نغمات گاؤ۔ لیکن اپنے گیتوں سے محبت نہ کرو تو تم انسانوں کے کانوں کو بند کر دیتے ہو جن میں دن اور رات کی آوازیں داخل نہیں ہو سکتیں

پھر ایک عورت نے دریافت کیا
کچھ خوشی اور غم کے متعلق بھی ارشاد کیجئے
اور اس نے کہا
تمہاری شادمانی دراصل تمہارا غم ہے جسے بے نقاب کر دیا گیا ہے
وہ چاہِ عمیق جس میں تمہارے قہقہوں کی گونج ارتعاش پیدا کر رہی ہے۔ وہی تو ہے جو اکثر تمہارے قطراتِ اشک سے بھرپور ہو جاتا ہے
اور یہ کیسے ہو سکتا ہے
جس قدر آلام تمہارے دل میں جاگزیں ہوتے ہیں ان سے کہیں بڑھ کر تمہارے دل کی وسعتوں میں مسرتوں کے لئے جگہ

پیدا ہوتی ہے

وہ جام سفال جس میں تمہاری شراب چھلک رہی ہے کیا وہی نہیں جسے کمہار نے پختہ کرنے کے لئے بھٹی میں ڈال دیا تھا

اور یہ نَے، جس کے نغمات تمہاری روح کو آسودگی بخشتے ہیں اسی لکڑی کا ٹکڑا نہیں جس کا گودا نوکِ خنجر سے نکالا گیا تھا

جب تمہارا دل مسرتوں کا گہوارہ بن جائے تو اپنے دل کی گہرائیوں پر نگاہ ڈالو۔ تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ وہی طاقت جس نے تمہیں رنج والم کی دولت دی۔ وہی اب تمہارے دل پر مسرتیں برسا رہا ہے

اور جب تم غم والم میں نڈھال ہو جاؤ تو ایک بار اپنے دل کی گہرائیوں کا جائزہ لو۔ تو تم دیکھو گے کہ حقیقت میں تم ایسی چیز پر آنسو بہا رہے ہو جو مسرتوں کا گہوارہ ہے

تم میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ خوشی غم سے عظیم تر ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں نہیں بلکہ غم خوشی سے افضل ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ غم اور خوشی دونوں ایک دوسرے سے

کبھی جدا نہیں کیے جا سکتے

دونوں ایک ہی ساتھ تمہارے ہاں آتے ہیں

اگر ایک تمہارے دسترخوان پر ہوتا ہے تو دوسرا تمہارے

بستر پر تمہارے انتظار میں محوِ خواب ہوتا ہے

حقیقت یہ ہے۔ کہ تم خوشی اور غم دونوں میں ترازو کے

پلڑوں کی طرح لٹک رہے ہو

اور جب تم خالی ہو جاتے ہو تو صرف اس وقت تم ساکت

اور متوازن ہوتے ہو

اور جب مہتمم خزانہ ترازو کو ہاتھ میں لے کر اپنی چاندی

اور سونے کا وزن کرتا ہے تو اس وقت تمہاری مسرتوں اور غموں

کا مدوجزر شروع ہو جاتا ہے ۔

پھر ایک معمار آگے بڑھا اور کہا
ہمیں کچھ عمارتوں سے متعلق بتاؤ

اس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ پیشتر اس کے تم شہر کی چار دیواری میں کوئی مکان تعمیر کرو، ذرا تصور ہی تصور میں بیابان میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی بناؤ۔ اس لئے کہ جہاں تمہاری زندگی میں وطن کی طرف لوٹ جانے کی تڑپ ہے وہاں تمہاری آوارہ مزاج روح کہیں دور دراز تنہائیوں میں تنہا سرگرداں ہوتی ہے۔

دراصل تمہارا جسم تمہاری ایک فراخ حویلی ہے جو آفتاب کی تمازت میں نشوونما پاتی ہے اور رات کے سکوت میں آرام کرتی ہے

اور تمہارا گھر خوابوں سے بیگانہ نہیں ہے

کیا تمہارا یہ جسم خوابوں کی دنیا میں نہیں کھو جاتا اور کیا یہ گھر عالم خواب میں شہر کو چھوڑ کر پہاڑ کی چوٹی اور شاداب وادیوں کی طرف نہیں جاتا

اے کاش! تمہارے مکانات (جسم) میرے قبضہ میں ہوتے اور میں انہیں جنگلوں اور کھیتوں میں ایک دہقان کی مانند بکھیر دیتا

اے کاش! کوہسار کی شاداب اور لہلہاتی وادیاں تمہاری سڑکیں ہوتیں اور تمہارے راستے سرسبز کھیتوں میں سے ہو کر جاتے تاکہ تاکستانوں میں تم باہم ملتے اور ایک دوسرے کو پہچانتے اور مٹی کی مہک اپنے لباسوں پر لے کر واپس اپنے گھروں کو آتے

لیکن ابھی ایسا نہیں ہو سکتا

تمہارے آباؤ اجداد کچھ اس طرح خوفزدہ ہو گئے تھے کہ انہوں نے تمہیں ایک دوسرے کے قریب ہی میں رہنا سکھایا اور ابھی یہ خوف کچھ دنوں قائم رہے گا اور ابھی کچھ عرصہ شہر کی فصیل تمہارے کھیتوں اور مکانات کے مابین حائل رہے گی۔

اے ارفلیسیو! مجھے بتاؤ تمہارے مکانات میں کیا رکھا ہے

اور وہ کونسی قیمتی متاع ہے جس کی حفاظت کے لئے تم نے
مکانوں کے دروازوں پر تالے ڈال رکھے ہیں
کیا تمہیں وہ سکونِ قلب اور تسکینِ روح حاصل ہے جو
تمہاری قوتوں کی مظہر ہے
کیا تمہارے سینے یادِ ماضی سے معمور ہیں
وہ یاد جو تصوّر کی بلند چوٹیوں کو ایک دوسرے سے ملاتی
ہے
اور کیا تمہارے دل حسنِ ازل کے مظہر ہیں
وہ حسن جو ذہنیتوں کو سنگ و چوب کے مکانات سے
بے نیاز کر کے مقدس پہاڑ کی جانب لے جاتا ہے
مجھے بتاؤ
ہے تمہارے مکانوں میں کوئی ایسی جنس گراں بہا؟
یا تمہارے پاس آسائش کے سوا تمہارے ذہنوں میں
اور کچھ نہیں ہے
آسائش اور آرام کی وہ ہوس دبے پاؤں تمہارے مکانوں
میں مہمان کی شکل میں داخل ہوتی ہے پھر میزبان بن جاتی ہے
اور آخر وہی ہوس تمہارے مکانوں پر قبضہ کر لیتی ہے۔ پھر وہی

ہوس تمہیں مسخر کر لیتی ہے اور ناجائز حربوں سے تمہارے اعلیٰ
خیالوں کو کھلونا بنا لیتی ہے

اس کے ہاتھ ریشم کے مانند نرم ہوتے ہیں لیکن اس کا
دل فولاد کی طرح سنگین ہوتا ہے

یہ جذبہ اپنے وجد نواز اور خواب آور نغمات سنا کر اس لئے
تمہیں سلا دیتا ہے تاکہ تمہارے بستر کے قریب کھڑے ہو کر باوقار
جسم کی کمزوریوں کا مضحکہ اڑا سکے

وہ تمہارے فہم و ادراک کا مذاق اڑاتا ہے اور پھر اسے مخملی
گدوں میں اس طرح لپیٹ دیتا ہے گویا وہ کانچ کے برتن ہیں
یہ حقیقت ہے کہ آرام و آسائش کی آرزو روح کے جذبات
کو کچل دیتی ہے اور پھر زہرخند سے اس کے جنازہ میں شریک
ہوتی ہے

مگر اے فرزندانِ فضائے بسیط! تم آسائش و آرام میں
بے آرام اور مضطرب رہتے ہو
تم نہ مسخر ہو سکو گے اور نہ بہکائے جا سکو گے
تمہارا گھر جہازِ حیات کا لنگر نہیں بلکہ مستول کے مانند ہوگا

وہ زخم کی چمکتی ہوئی جھلی نہیں بن سکتا بلکہ آنکھ کا پپوٹہ ہوگا
جو آنکھ کی حفاظت کرتا ہے

دروازہ میں داخل ہونے کے لئے اور چھت سے ٹکرا جانے
کے خوف سے تمہیں اپنے بازو سمیٹنے نہیں پڑیں گے اور نہ سر
کو جھکانا پڑے گا اور نہ ہی تمہیں اس خوف سے دم بخود ہونا پڑے گا
کہ کہیں اس کی دیواریں شق ہوکر نہ گر پڑیں

تم ان قبروں میں بسر حیات نہیں کر دگے جو مردوں نے زندوں
کے لیے تعمیر کی ہیں

اگرچہ تمہارے مکانات بڑے رفیع الشان اور شوکت انگیز
ہیں لیکن وہ تمہارے رموز و اسرار سے واقف نہیں ہوسکیں گے
اور نہ ہی تمہاری آرزوؤں کو وہاں پناہ مل سکتی ہے

اس لئے کہ تمہاری شخصیت کا جوہر بے پایاں آسمان کی
رفعتوں میں اپنا مقام رکھتا ہے

جس کے دروازے صبح صادق کی دھند اور جس کی کھڑکیاں
رات کے گیت اور خاموشیاں ہیں

پھر ایک جولاہے نے کہا۔ ہمیں کچھ لباس سے متعلق نکات
بیان کر

اور اس نے کہا:

لباس تمہارے حسنِ حقیقی کو اپنے بوجھل پردوں میں
چھپا کر نظروں سے اوجھل کر دیتا ہے لیکن اس پر بھی وہ
تمہاری بدصورتی کو نہیں چھپا سکتا

تم اپنے وجود لبادوں میں چھپا کر خلوت کی آزادی
کے آرزومند ہوتے ہو لیکن در اصل تمہارے لباس
تمہارے حق میں طوق و زنجیر بن جاتے ہیں

اے کاش! تمہارا جسم آفتاب کی کرنوں اور ہوا
کے جھونکوں سے براہِ راست مانوس ہو سکتا

نفسِ حیات آفتاب کی ضیا باری اور قوتِ حیات کھلی اور صاف ہوا میں پوشیدہ ہے

تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ نسیم شمال کے سرد جھونکوں نے تمہیں لباسوں میں لپیٹ دیا۔
اور میں کہتا ہوں۔ ٹھیک ہے نسیم شمال نے تمہیں لبادوں میں ڈھانپا۔ لیکن حجابات اس کی کھڈی تھی اور کھچے ہوئے اعصاب اس کے تار تھے۔ اور جب اُس کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تو وہ جنگل میں جا کر قہقہہ زن ہوئی
پر اس حقیقت کو فراموش نہ کرو۔ کہ وہ حجاب جو تمہاری برہنگی اور جسم کو ڈھانپنے کے لئے لباس کی شکل میں بنایا گیا ہے صرف گنہگاروں اور بدکرداروں کی آنکھوں کے لئے ایک پردہ ہے
اور جب بدکردار ہی نہ رہیں۔ تو یہ شرم و حیا کے حجاب کیا ہیں۔
ایک آہنی زنجیر
اور ایک ذہنی آلائش

لیکن اِس بات کو فراموش نہ کرو۔ کہ یہ سطح ارضی تمہارے
برہنہ پاؤں کے لمس سے مسرور و شاداں ہوتی ہے۔
اور ہوائیں تمہارے کاکلوں سے کھیلنے کی آرزو مند
ہیں ؛

پھر ایک تاجر نے خرید و فروخت کے نکات بیان کرنے کو کہا

اور اس نے کہا۔ یہ زمین تمہیں اپنے پھل اور پیداوار نذر کرتی ہے۔ اگر تمہیں یہ علم ہو کہ اپنے ہاتھوں کو ان پھلوں سے کس طرح بھرپور کیا جا سکتا ہے۔ تو پھر تمہیں احتیاج باقی نہ رہے۔

جب تم ان انعامات کا تبادلہ کر سکتے ہو۔ تو پھر تمہاری جھولیاں بھرپور ہو جائیں گی اور تمہارے دلوں میں طمانیت لہریں لے گی۔

اور اگر یہ سب ولولہ انصاف و محبت سے خالی ہے تو یقیناً

کچھ لوگ حرص اور طمع کا شکار رہوں گے اور کچھ بھوک کے سمندر کی
کھیتوں اور تاکستانوں میں محنت کرنے والو۔

جب تم منڈی میں بافندوں، ظروف سازوں اور مسالے کے بیوپاریوں سے ملو۔ تو خدا کا نام لے کر جو عادل اور منصف ہے

فیضان میں ڈوب کر روح عالم کو بیدار کرو تاکہ اِس مقدس جذبے کے طفیل تم اپنے ترازوؤں اور حساب کتاب کو پاک کرو۔ جن میں قیمت کے مقابلہ میں قیمت نکلتی ہے۔

لیکن ان تہی دامنوں کو اپنے سودے میں دخل نہ دینے دو۔ جو محض حسین و جمیل الفاظ کے عوض تمہاری محنت کا حاصل لینا چاہتے ہیں

ایسے لوگوں سے کہہ دو۔ ہمارے ساتھ کھیتوں میں آؤ یا ہمارے بھائیوں کے ساتھ سمندروں پر جاؤ اور اپنے جال پانی میں پھینکو۔ کیونکہ زمین اور سمندر ہماری طرح تمہیں بھی اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دیں گے

اور اگر گویئے۔ رقاص اور سُنے نوازنے آئیں تو ان کے تحفے

خرید لو۔

اِس لیئے کہ وہ بھی پھل اور لوبان اپنے ساتھ سمیٹ لاتے ہیں

اور جو کچھ وہ لاتے ہیں۔ ان کی تخلیق۔ تخیلات اور تصورات کی دنیا ہوتی ہے۔ لیکن ان کا یہ مال تمہاری روح کے لیئے غذا اور لباس ہے

قبل اس کے کہ تم منڈی سے جاؤ۔ دیکھ لو۔ غور سے دیکھ لو۔ کہ کوئی گاہک خالی ہاتھ تو نہیں جا رہا

اِس لیئے کہ رزاقِ کل فضائے بسیط میں اس وقت تک آرام اور اطمینان کی سانس نہیں لے گا جب تک کہ وہ تم میں سے ہر ایک کی ضرورت پوری نہ کرے۔

پھر منصفانِ شہر میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا کہ جرم و سزا کے متعلق فرمائیے

اس نے کہا۔ جب تمہاری روح ہواؤں میں آوارہ ہو جاتی ہے تو اس حالت میں تم اپنی تنہائی اور بےکسی سے گھبرا کر دوسروں کو گزند پہنچاتے ہو۔ دوسروں کو نہیں بلکہ اپنے آپ کو گزند پہنچاتے ہو۔

اس گناہ کے کفارہ کے لئے تمہیں نیک بخت انسانوں کے دروازہ پر دستک دے کر جواب کا منتظر رہنا چاہیے۔

تمہاری مقدس ترین شخصیت ایک سمندر کی طرح ہے جس کا پانی کبھی گدلا اور ناپاک نہیں ہوتا

وہ ایثر کی طرح ہے جو پر پرواز رکھنے والوں کو محوِ پرواز رکھتی ہے

بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تمہاری مقدس شخصیت ضیائے آفتاب ہے۔ جو نہ چھچھوندروں کے راستوں کو جانتی ہے نہ سانپ کے بل کی متلاشی ہے

مگر وہ تمہارے وجود میں یکہ و تنہا موجود نہیں بلکہ تمہارے اندر انسان کا ایک دراز حصہ موجود ہے اور اس چیز کا بھی بڑا حصہ موجود ہے جسے انسان نہیں کہا جا سکتا

لیکن ایک بے ڈول ٹکڑا عالم خواب میں اپنی ہی بیداری کے لئے دھند میں چلا جا رہا ہے

اور تم میں جو انسان ہے میں اس کے متعلق کچھ کہوں گا کیونکہ نہ تو تمہاری مقدس شخصیت اور نہ ہی وہ دھند میں چلنے والا ٹکڑا جبر اور جبریت کو جانتا ہے

یہ شرف صرف انسان ہی کو حاصل ہے

تم میں سے اکثر کو میں نے خطا وار انسان کا ذکر اس طرح کرتے سنا ہے۔ جیسے وہ تم میں سے نہیں ہے بلکہ تمہاری دنیا میں مداخلت کرنے والا اجنبی ہے

لیکن میں تم سے کہتا ہوں جس طرح مقدس و پارسا اور باایمان انسانوں کی شخصیت جو تم میں سے ہر ایک کے اندر موجود ہے

رفعتوں سے بلند ترین نہیں ہو سکتی - اسی طرح گناہ آلود انسانوں کا کمزور نفس پستیوں سے قعر مذلت میں نہیں گر سکتا۔ جو تمہارے اندر بھی موجود ہے

جس طرح درخت کا زرد و خشک پتہ درخت کی زندگی کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ اسی طرح گنہگار کوئی ایسا گناہ نہیں کرتا جس کی تکمیل میں تمہاری پوشیدہ رضا شامل نہیں ہوتی

تم سب ایک جلوس کی شکل میں اپنی مقدس شخصیت کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہو

تم جادہ بھی ہو اور جادہ پیما بھی

اور جب تم میں سے کوئی ٹھوکر کھا کر گرتا ہے تو وہ پیچھے آنے والوں کے ملئے گرتا ہے

سنگِ راہ سے بچنے کے لئے وہ ایک اشارہ ہے

گرنے والا بیچارہ تو ان تیز گام اور ثابت قدم رفقا کی غفلت سے گرا۔ جو اس سے پہلے گزر چکے تھے۔ کیونکہ انہوں نے راستے میں سے وہ پتھر نہ اٹھایا

یہ بات بھی سنو۔ خواہ میرے الفاظ تمہارے لئے کتنے ہی گراں گوش اور تمہارے دلوں پر صدمہ پہنچانے والے کیوں نہ ہوں

مقتول اپنے قتل میں برابر کا شریک ہوتا ہے اور جو لوٹا گیا۔
وہ لوٹے جانے میں بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا
پارسا گنہگار کے افعال و اعمال کی ذمہ داریوں سے سبکدوش
نہیں ہو سکتے اور کوئی ایسا بے لوث انسان نہیں جس کے ہاتھ
گناہ کی آلائشوں سے آلودہ نہ ہوں

اکثر یوں بھی ہوتا ہے کہ مجرم اپنے ہی زخمی شکار کا ہدف بن جاتا
ہے

اور اکثر و بیشتر سزا یافتہ مجرم بے خطاؤں اور معصوموں
کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا لیتا ہے

تم عدل و انصاف کو بے انصافی اور بدی کو نیکی سے جدا
کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ آفتاب کے روبرو
شانہ بشانہ اس طرح استادہ ہیں جس طرح سفید اور کالی
ڈوریاں باہم بٹی گئیں اور جب کالی ڈوری ٹوٹ جاتے تو بافندہ
تمام کپڑے کا جائزہ لے گا اور کھڈی کو بھی درست کرے گا

اگر تم میں کوئی وفا نا آشنا بیوی کے جرائم کو عدالت کے
کٹہرے میں بے نقاب کرے تو اس عورت کے شوہر کے قلب و
روح کو بھی اس کسوٹی پر پرکھنا اور اسی پیمانہ سے ناپنا چاہیے

اور وہ شخص جو مجرم کی پشت پر کوڑے برساتا ہے اسے
مظلوم کی روح کا بھی جائزہ لینا ہوگا

اور اگر تم میں سے کوئی عدل و انصاف کے نام پر مجرم
کے لئے سزا تجویز کرے اور شجرِ گناہ پر کلہاڑی چلائے تو اسے
ایک چھپتی ہوئی نظر اس درخت کی جڑوں پر بھی ڈال لینی چاہئے
اس پر یہ راز منکشف ہو جائے گا کہ زمین کی پہنائیوں میں
اچھے اور برے پھل والے اور بے پھل درختوں کی جڑیں زمین کے
خاموش سینے میں ایک دوسرے سے ہم آغوش ہیں

اے پیکرانِ عدل و انصاف تمہاری خواہش ہے کہ تم
انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو

تو بتاؤ کہ تم اسے کیا سزا دوگے جو بظاہر نیک اور دیانتدار
ہے لیکن بباطن چور ہے

تم اس شخص کے لئے کیا سزا تجویز کروگے جو بظاہر قاتل
ہے لیکن روح کی گہرائیوں میں وہ خود مقتول ہے

اور تم کس طرح اس شخص کے خلاف استغاثہ دائر کروگے
جس کا عمل فریب اور تشدد سے مبرا نہیں مگر وہ خود دوسروں
کا فریب خوردہ اور ظلم کا شکار ہے

اور تم کیسے انہیں مورد عتاب ٹھہراؤ گے۔ جن کی پشیمانیاں ان کے اعمال قبیحہ سے کہیں بڑھ کر ہیں

اور کیا پشیمانی کی بھی تمہارے مروجہ قانون میں کوئی سزا ہے

لیکن اگر تم خواہش بھی کرو تو بے گناہ پر ندامت اور پشیمانی نہیں ٹھونس سکتے اور نہ مجرم کے دل سے اس کو نوچ کر دور کر سکتے ہو

وہ بن بلائے شب کی ظلمتوں میں آتی ہے تاکہ تم بیدار ہو کر اپنی ہستی پر غور و فکر کر سکو

تم جو ماہر عدل و انصاف ہونے کے مدعی ہو اور منصف اور عادل ہونے کا گمان کرتے ہو۔ تم کس طرح حق و انصاف کی گہرائی تک پہنچ سکو گے جب تک کہ تم تمام اعمال و افعال کا بھرپور روشنی میں جائزہ نہیں لیتے

اس وقت تم پر منکشف ہو گا کہ پارسا اور گنہگار ایک ہی انسان کے دو نام ہیں۔ جو اپنی تاریک اور گناہ آلود اور دوسری طرف منور و مقدس شخصیتوں کے درمیان ایستادہ ہے

اس وقت تم پر ظاہر ہو جائے گا۔ کہ معبد کے کونے کا بلند پتھر اس کے سنگ بنیاد سے بال بھر بھی بلند نہیں

ایک قانون داں نے کہا۔ یہ ہمارے قوانین کیسا ہیں آقا ؟

اس نے کہا۔ تم قانون بنانے میں ایک قسم کی مسرت محسوس کرتے ہو۔ لیکن ان کی خلاف ورزی کرنے میں تمہیں اس سے بھی زیادہ مسرت محسوس ہوتی ہے

تم ان بچوں کی طرح کھیل رہے ہو جو ساحل سمندر پر نہایت محنت و کاوش سے ریت کے مینار بناتے ہیں مگر پھر کھلکھلا کر انہیں گرا بھی دیتے ہیں لیکن جس وقت تم ریت کے مینار تعمیر کرتے ہو تو سمندر تمہارے لیے ساحل پر اور ریت بہا کر لے آتا ہے اور جب تم ان کو گرا دیتے ہو تو تمہارے ساتھ مل کر قہقہے لگاتا ہے۔

بلاشبہ سمندر کے قہقہے معصوم قہقہوں کے ہم نوا ہوتے ہیں لیکن ان انسانوں کے متعلق کیا کہا جائے۔ جن کے نزدیک

زندگی سمندر کے مشابہ نہیں اور ان کے وضع کیے ہوئے قوانین ریت کے میناروں کے مانند نہیں بلکہ ان کے خیال میں زندگی ایک چٹان ہے اور ان کا قانون ایک چھینی جس سے وہ اس چٹان کو حسب منشا تراشتے ہیں۔

اس اپاہج کے متعلق کیا کہا جائے جو رقاصوں سے نفرت کرتا ہے اور اس بیل کو کیا کہا جائے جو غلامی کے جوئے سے محبت کرتا ہے اور جنگل کی نیل گایوں اور ہرنوں کو بیکار اور آوارہ گرد سمجھتا ہے

اور اس بوڑھے سانپ کو کیا کہیے جو بڑھاپے کے باعث اپنی کینچلی نہیں اتار سکتا اور دوسرے سانپوں کو ننگا اور بے شرم تصور کرتا ہے

اس شخص کے متعلق کیا کہا جائے جو دعوتِ عروسی میں سب سے پہلے پہنچتا ہے۔ مگر پیٹ بھر جانے کے بعد یہ کہتا ہوا راستہ لیتا ہے کہ یہ تمام دعوتیں قانونِ قدرت کی خلاف ورزی کے مترادف ہیں اور یہ دعوتیں اڑانے والے قانون شکن ہیں

میں ایسے لوگوں کے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتا کہ وہ سورج کی روشنی میں کھڑے ہیں۔ مگر ان کی پشت سورج

کی طرف ہے

وہ صرف اپنا سایہ دیکھتے ہیں اور یہی ان کا قانون ہے
آفتاب کی حیثیت ان کے نزدیک اس کے سوا کچھ نہیں
کہ وہ سائے پیدا کرتا ہے

لیکن یہ کیا بات ہے کہ وہ اس قانون کو تسلیم کرنے کے
بجائے روشنی میں جھک کر اپنے سایوں کا تعاقب کرتے پھرتے
ہیں اور انہیں کو قوانین سمجھتے ہیں

تم سورج کی طرف منہ کرکے چلتے ہو پھر زمین پر پڑنے
والا کون سا سایہ تمہیں پکڑ سکتا ہے

اور پھر جب تم ہوا کے ساتھ چلتے ہو تو پھر کونسا مرغ باد نما
تمہاری رہنمائی کر سکتا ہے

انسان کا بنایا ہوا کون سا قانون تمہیں پابند کر سکتا ہے
اگر تم غلامی کا حلقہ توڑ دو
لیکن کسی انسان کے قید خانے کے دروازے کے سامنے
نہیں

اگر تم رقص کرتے ہوئے کسی انسان کی بنائی ہوئی زنجیر
سے ٹھوکر کھا کر نہیں گرتے تو پھر تمہیں کونسا قانون مرعوب کر سکتا ہے

اگر تم اپنا لباس پھاڑکر پھینک دیتے ہو اور کسی انسان کے راستے پر نہیں ڈال دیتے تو کس کو جرأت ہے کہ تمہیں قانونی گرفت میں لے

اے ارفلیس کے رہنے والو! تم ڈھول کو کپڑے میں لپیٹ کر اس کی آواز کو دبا سکتے ہو۔ سارنگی کے تاروں کو ڈھیلا کر کے اس کے نغموں کو خاموش کر سکتے ہو لیکن آسمان کی رفعتوں میں پرواز کرنے والے چکور کو نغمہ سرائی سے روک نہیں سکتے۔

ایک خطیب نے کہا۔ ہمیں آزادی کے متعلق کچھ فرمائیے
اس نے کہا۔ شہر کے دروازے اور آتشدانوں کے پاس
میں نے تمہیں آزادی کے دیوتا کے سامنے ایسے سربسجود دیکھا
ہے جیسے ظالم وجابر آقا کے سامنے غلام سر جھکائے ہوں اور
یہ جانتے ہوئے کہ وہ ان کو تہ تیغ کر دے گا۔ وہ اس کی تعریف
کرتے رہیں۔
ہاں معبد کے باغ اور فصیل کے سائے میں تم میں سے ایسے
آدمیوں کو بھی دیکھا ہے جو بہت، زیادہ آزاد منصور ہوتے ہیں
مگر فی الحقیقت وہ اس آزادی میں غلامی کے جوئے اور زنجیروں
میں جکڑے ہوئے ہیں
میرا دل خون ہوتا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ جب تک

تم آزادی کی آرزو کو بھی اپنے لئے پابندی اور غلامی کا طوق خیال نہ کرو اور آزادی کو اپنا منتہائے مقصود اور نصب العین نہ سمجھو تم آزاد نہیں ہو سکتے

تم فی الحقیقت اس وقت آزاد ہو گے جبکہ نہ تو تمہارے دن افکار و آلام سے آزاد ہوں اور نہ ہی تمہاری راتیں احتیاج و مصائب سے بے نیاز ہوں۔ مگر اس سے بھی زیادہ آزاد تم اپنے آپ کو اس وقت پاؤ گے جب تفکرات تمہاری زندگی کا ایک جزو بن جائیں اور تم ان سے بھی بالاتر ہو جاؤ۔ بالکل معرا اور آزاد

لیکن تم اپنے شب و روز کی پابندیوں سے کیونکر رستگاری حاصل کر سکتے ہو؟ جب تک تم اس زنجیر کو نہ توڑ دو۔ جو تمہاری فراست کے طلوع سے لے کر آج تمہارے نصف النہار تک تمہیں جکڑے ہوئے ہے

حقیقت میں جس چیز کو تم آزادی کہتے ہو۔ ان زنجیروں میں سے مضبوط ترین ہے اگرچہ اس کی کڑیاں سورج کی روشنی میں چمک کر تمہاری آنکھوں کو چندھیا دیتی ہیں

کیا آزادی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ تم اپنی شخصیت

کے ٹکڑوں کو دُور پھینک دو؟

اگر زندگی کا قانون غیر منصفانہ ہے تو تم اسے منسوخ کر دوگے

وہ قانون خود تمہارا ہی بنایا ہوا ہے اور تم نے خود اپنے

ہاتھوں سے اسے اپنی پیشانی پر لکھا

تم قانونی کتب کو نذرِ آتش کرنے سے تو مٹا نہیں سکتے۔

نہ ہی منصفوں کی پیشانی کو دھو کر! خواہ ایک سمندر کا پانی بھی

اِس غرض کے لئے استعمال کیوں نہ کیا جائے

تم ظالم و جابر بادشاہ کو تخت سے اتارنے کی سعی کرتے

ہو، مگر پہلے یہ دیکھو کہ آیا اس کا تخت جو خود تمہارے وجود کے

اندر ہے تباہ کر سکتے ہو یا نہیں

ایک ظالم حاکم ایسے انسانوں پر حکومت کس طرح کر سکتا

ہے جو آزاد منش اور خود دار ہوں؟ مگر اس حالت میں کہ خود ظلم

ان کی آزادی کے عناصر میں سے ہو اور ندامت ان کی خودداری

کا طغرۂ امتیاز ہو

اگر کوئی ایسا فکر ہے جسے تم دُور کرنے کے آرزومند ہو۔

وہ فکر تمہارے دل میں کسی اور انسان نے پیدا نہیں کیا بلکہ خود

تم نے اسے اپنے لئے منتخب کیا ہے

اگر یہ کوئی خوف ہے جسے تم مٹا دینا چاہتے ہو۔ تو یہ خوف تمہارے ہی دل میں جاگزیں ہے نہ کہ اس شخص کے ہاتھ میں جس سے تم ڈرتے ہو

بلاشبہ تمام چیزیں خود تمہارے وجود میں لگاتار نیم بغلی سے حرکت کر رہی ہیں خواہ پسندیدہ یا ناپسندیدہ نہیں عزیز ہوں یا قابلِ نفرت، مائل جستجو ہوں یا مائل گریز

یہ چیزیں سائے اور روشنی کی طرح ایک دوسرے سے چمٹی ہوئی تمہارے اندر حرکت کرتی ہیں

جب یہ سایہ غائب ہو جائے تو باقی ماندہ روشنی بھی کسی اور روشنی کا سایہ بن جاتی ہے

بعینہٖ جب تمہاری آزادی پابندی کی زنجیر سے نجات حاصل کر لیتی ہے تو وہی آزادی کسی بڑی آزادی کی زنجیر بن جاتی ہے۔

اور بچارن نے دوبارہ کہا۔ کیا آپ ہمیں ادراک اور جذبات کے متعلق کچھ بتائیں گے

اس نے کہا۔ اکثر اوقات تمہاری روح میدان جنگ کے مشابہ ہوتی ہے جس میں تمہارا ادراک اور قوت فیصلہ تمہارے جذبات اور خواہشات کے خلاف مصروف پیکار نظر آتی ہے۔

کاش! میں تمہاری روح کے لئے ایک ثالث بن کر تمہارے عناصر کے افتراق اور رقابت کو دور کر کے ان میں وحدت مقصد اور ہم آہنگی پیدا کر سکتا ہے۔ مگر میں تنہا اس مقصد کو کس طرح پورا کر سکتا ہوں جب تک تم خود اپنے آپ میں مصالحانہ جذبہ پیدا نہ کرو اور اپنے تمام عناصر سے بغل گیر نہ ہو جاؤ۔

تمہارے فہم وادراک اور جذبات تمہارے سفینۂ حیات کے بادبان اور پتوار ہیں اگر ان میں سے ایک بھی شکستہ ہو جائے تو تمہاری زندگی کے بحر ناپیدا کنار میں تمہارا سفینۂ حیات لہروں کے تھپیڑوں کے لئے وقف ہو کر رہ جائے گا یا منجدھار میں پھنس کر رہ جائے گا

اگر صرف فہم وادراک ہی ہو تو وہ قوتوں کو محدود کر کے رکھ دیتا ہے اور اگر صرف ولولے باقی رہ جائیں جن کی حفاظت نہ ہو تو وہ ایک شعلے کے مانند ہیں جو اپنے آپ کو بھی بھسم کر دیتے ہیں۔

اس لئے اپنی روح کو اجازت دو۔ کہ وہ تمہارے فہم وادراک کو جذبات کی سربلندیوں تک پہنچا دے تاکہ وہ نغمہ سرا ہو سکے۔

اس مقام پر اپنے جذبات کو فہم کی رہنمائی قبول کرنے پر آمادہ کر دو۔ تاکہ تمہارے ولولے روزانہ اپنے ہی رستخیز میں نئی زندگی حاصل کریں۔ اس ققنس کی طرح جو بھسم ہونے کے بعد پھر اپنی ہی خاک سے دوبارہ معرضِ وجود میں آتا ہے

میری یہ آرزو ہے کہ تم اپنی قوتِ فیصلہ اور اپنے ذوق و شوق کو اپنے دو مہمانوں کی طرح تصور کرو۔

یقیناً تم ان دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح نہیں دو گے
کیونکہ وہ شخص جو ایک کی خاطر داری کرتا ہے دونوں کی محبت
اور اعتماد سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے

جب تم پہاڑی فضا میں درختوں کے ٹھنڈے سائے میں
بیٹھ کر ہرے بھرے کھیتوں اور سبزہ زاروں کے پرسکون
اور شفاف منظر میں کھو جاؤ تو اس وقت تمہارے سینے سے
ایک خاموش آواز بلند ہونی چاہیئے

خدا فہم وادراک کی حدود میں سکون پذیر ہے

جب طوفان آئیں اور خوفناک آندھیاں دشت و بیاباں
کو لرزہ بر اندام کر دیں
بجلی کی کڑک اور چمک آسمان کی عظمت کا اعلان کرے
اس وقت تمہارا دل مرعوب ہو کر پکارے

"خدا جذبات کے دھارے سے بھی ہم کنار ہے"

اس حالت میں کہ تم خدائے قدوس کی پنہائیوں میں ایک
سانس کے مانند ہو اور اس کے دشت و بیاباں میں ایک پتے کی طرح
تمہیں فہم وادراک کی حدود میں رہ کر سکون پذیر ہونا چاہیئے
اور جذبات کے دھارے میں آگے بڑھنا چاہیئے ؛

ایک عورت نے کہا کہ ہمیں دکھ کے متعلق کچھ فرمائیے
اس نے کہا۔ تمہارا دکھ ایسے ہی ہے جیسے کہ انڈے
کا چھلکا ٹوٹ جائے جو تمہارے فہم و فکر کو چھپائے ہوئے تھا
پھل کے بیج کو اپنا سینہ چاک کرنا ہی پڑے گا تاکہ وہ
اپنا دل سورج کی تابناکی کے سامنے نمایاں کرسکے
اسی طرح تمہیں درد و الم سے باخبر رہنا ہوگا
اگر تمہارے دل میں اتنی وسعت ہے کہ تم اپنی زندگی کے
روزانہ پیش آنے والے معجزات کا مشاہدہ کرسکو تو تمہارا یہ
دکھ تمہاری مسرتوں سے زیادہ تعجب خیز ہوگا
تم اپنے دلوں کے موسم کے تغیر و تبدل پر اسی طرح شادماں
ہوگے جس طرح تم اپنے کھیتوں پر گزرتے ہوئے موسموں کو بہتر

خیال کرتے ہو

اور تم طمانیت قلب سے اپنے رنج والم کی خزاں کا

تماشا کروگے

تمہارے بہت سے دکھ تو تم نے خود اپنے لئے پسند

کئے ہیں

وہ ایک کڑوی دوا کے مانند ہے جس سے تمہاری اپنی

شخصیت کا طبیب تمہارے اندرونی مرض کو شفا بخشتا ہے

اس لئے طبیب پر بھروسہ رکھو اور کامل خاموشی اور اطمینان

قلب کے ساتھ اس کی دوا پیو

بظاہر اس کا ہاتھ کتنا بھاری اور سخت کیوں نہ ہو ایک

لطیف اور نرم و نازک غائبانہ ہاتھ اس کی رہنمائی کرتا ہے

اس طبیب کے پیالے سے خواہ تمہارے لب ہی جل

جائیں مگر وہ اس مٹی کا بنا ہوا ہے جسے کوزہ گر نے اپنے

آنسوؤں کے مقدس پانی سے گوندھا ہے۔

ایک شخص نے کہا۔ ہمیں کچھ خود آگاہی کے متعلق فرمائیے

اس نے کہا۔ تمہارے دل پرسکون طریقے سے لیل و نہار کے اسرار سے آگاہ ہیں مگر تمہارے کان ان رازوں کو سننے کے لئے بے تاب رہتے ہیں جو تمہارے دل کی گہرائیوں میں موجود ہیں

تم چاہتے ہو کہ وہ راز جو تخیلات کے پیکر میں تمہارے دل میں موجود ہیں وہ الفاظ کی شکل میں تمہارے کانوں تک پہنچیں

تم چاہتے ہو کہ تم اپنے خوابوں کے عریاں جسم کو اپنی انگلیوں سے چھو سکو

اور تمہیں کرنا بھی ایسا ہی چاہیئے کیونکہ تمہاری روح کے پراسرار چشمے کو ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ لبریز ہو کر چھلکے اور اپنے راگ سناتا ہوا سمندر سے ہم آغوش ہو جائے

اس وقت، لامحدودیت کی گہرائیوں کے خزانے تمہاری آنکھوں کے سامنے بے نقاب ہو جائیں گے۔ لیکن تم ان عزیز خزانوں کو ترازو میں تولنے کی کوشش نہ کرو اور نہ ہی کسی ڈوری یا پیمانے سے ان کی گہرائیوں کو ناپو

اس لئے کہ خودی ایک ناپیدا کنار اور بے پایاں سمندر ہے !!

یہ نہ کہو

"میں نے حقیقت کو پا لیا"

بلکہ صرف یہ کہو

"بہت سی حقیقتوں میں سے ایک حقیقت کو میں نے پایا ہے"

یہ نہ کہو

"کہ میں نے۔ جادۂ روح ڈھونڈ لیا ہے"

بلکہ صرف یہ کہو

"میں نے روح کو دیکھا ہے جبکہ وہ میرے راستے پر جا رہی تھی"

، اس لیے کہ روح تمام راستوں پر چلتی ہے وہ کسی خاص سمت گامزن نہیں ہوتی اور نہ ہی سرکنڈے کی طرح نشو ونما پاتی ہے

روح اپنے آپ کو بے شمار پتیوں والے کنول کی طرح بے نقاب کرتی ہے۔

ایک مدرس نے کہا۔ کہ ہمیں کچھ درس و تدریس کے متعلق
ہدایت کریں
اس نے کہا۔ کوئی شخص تمہیں ایسا علم نہیں سکھا سکتا جو پہلے
ہی تمہارے علم کی افق پر غیر شعوری حالت میں موجود نہ ہو
وہ معلم جو معبد کے سایہ میں اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتا ہے
انہیں اپنے علم سے کچھ نہیں دیتا بلکہ انہیں صرف اپنا عقیدہ
اور محبت دیتا ہے
اگر وہ واقعی عقلمند ہے تو تمہیں اپنی عقل کے ایوان
میں گھسنے کی اجازت نہیں دے گا البتہ تمہاری اپنی فراست
کی دہلیز تک تمہاری رہنمائی کرے گا
ایک منجم نظام کائنات کے فن کا تم سے ذکر تو کر سکتا ہے

مگر اپنا علم تمہارے سپرد نہیں کر سکتا

ایک مغنی تمہیں اپنی موسیقی سے لطف اندوز تو کر سکتا ہے جو پہلے ہی کائنات میں موجود ہے مگر تمہیں وہ کان نہیں دے سکتا جو تم کو اپنے اندر سمو سکے اور نہ ہی وہ آہنگ جو فضا میں گونج پیدا کرے

ایک ریاضی دان تمہیں وزن اور پیمائش کے قاعدے تو بتلا سکتا ہے مگر اس حد تک تمہاری رہنمائی نہیں کر سکتا کہ تم خود ریاضی دان بن جاؤ

اس لیئے کہ ایک شخص کی بصیرت دوسرے کو پر پرواز مستعار نہیں دے سکتی

جس طرح تم میں سے ہر ایک تنہا خدا کے ادراک میں موجود ہے اسی طرح تم میں سے ہر ایک تنہا ہی خدا اور زمین کے علم سے آگاہ ہوگا۔

ایک نوجوان نے کہا ہمیں کچھ دوستی کے متعلق فرمایئے
اس نے کہا ۔ تمہارا دوست تمہاری تکمیل شدہ حاجت
کا دوسرا نام ہے
وہ تمہارا کھیت ہے جس کو تم دلی خلوص کے ساتھ کاشت
کرتے ہو اور تشکر اور امتنان کے ساتھ کاٹتے ہو
وہی دوست تمہارے کھانے کا میز اور تمہارا سکون بخش
آتشدان ہے
یہی وجہ ہے کہ تم بھوک کی حالت میں اس کے پاس آتے
ہو اور اس سے اپنی تسکین طلب کرتے ہو
جب تمہارے دوست تم سے اپنے دل کی بات کہتے ہیں
تو تمہارا ضمیر ان کے جواب میں "نہیں" کہنا چاہتا ہے تو تم بےخوف

ہو کر کہہ دیتے ہو

اور نہ ہی تم "ہاں" کہنے میں تامل کرتے ہو

وہ خاموش ہو جائے تو پھر بھی تمہارا دل اس کی دلی کیفیتوں کو بھانپ لیتا ہے اس لئے کہ دوستی میں بغیر الفاظ کے تمام خیالات تمام آرزوئیں اور تمام توقعات فطری طور پر بغیر کسی اعلان کے نہایت مسرت کے ساتھ اپنائی جاتی ہیں

دوست کے فراق میں غم نہ کھاؤ کیونکہ اس کی جس چیز سے تم زیادہ محبت کرتے ہو وہ اس کی عدم موجودگی میں اور شفاف نظر آئے گی جس طرح کوہ پیما کے لیئے پہاڑ کی رفعتیں اسے دامن کوہ سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہیں

• دوستی میں کوئی غرض نہیں ہونی چاہیئے سوائے اس کے کہ روح کی گہرائیاں پیشِ نظر ہوں

وہ محبت جو صرف اس پہلو کی جستجو میں ہو کہ اپنے ہی بھید کو کیسے بے نقاب کیا جائے تو وہ محبت نہیں صرف ایک جال ہے اور اس جال میں جو کچھ پھنسے گا بے سود ہو گا

جو چیز تمہارے پاس بہترین ہے وہ تمہارے دوست کے لیئے ہو گی

اگر وہ تمہاری لہروں کے مد و جزر کو دیکھے تو تمہیں اسے بتانا چاہیئے کہ ان لہروں میں تلاطم موجود ہے

وہ دوست ہی کیا جو محض وقت کے خون کرنے کا باعث ہو بلکہ ایسا دوست تلاش کرو جس سے وقت ہمیشہ کے لئے زندہ رہے

یہ اس دوست کا جذبہ ہے کہ وہ تمہاری احتیاج کو پورا کرے نہ کہ تمہارے خلا کو پُر کرے

دوستی کی حلاوت میں قہقہے اور مسرتیں نظر آئیں کیونکہ چھوٹی چیزوں کی شبنم ہی میں دل کو نور کا تڑکا میسر آتا ہے اور اس سے وہ تر و تازگی حاصل کرتا ہے

پھر ایک عالم نے کہا گفتگو کے متعلق کچھ فرمایئے
اس نے کہا۔ جب تم اپنے خیالات کی طمانیت سے
بہرہ ور نہیں ہوتے تو تم باتیں کرنا شروع کر دیتے ہو۔
جب تم اپنی توجہ کو اپنے دل کی خلوتوں میں مستور
نہیں کر سکتے تو تم اپنے ہونٹوں سے کام لیتے ہو
اور آواز کیا ہے؟ محض ایک تفریح اور کھیل
ہجوم گفتار میں تمہاری قوت فکر نیم مقتول ہو کر رہ
جاتی ہے
خیال ایک طائر فضائے بسیط ہے جو ممکن ہے الفاظ
کے پنجرے میں اپنے پر پھیلا لے لیکن وہاں پرواز تو
نہیں کر سکتا

تم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو تنہائی کے خوف سے بافراط لوگوں سے دوستی اختیار کرتے ہیں کیونکہ خلوت کی خاموشی میں ان کی شخصیتیں برہنہ ہو کر ان کے سامنے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ اس سے فرار کی کوشش کرتے ہیں

اور تم میں کچھ وہ لوگ بھی ہیں جو گفتار کے غازی ہیں اور بغیر فہم اور دور اندیشی سے ایسی صداقت کو ظاہر کر دیتے ہیں جس کو سمجھنے کی خود ان میں بھی صلاحیت نہیں ہوتی

تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کے دلوں میں صداقت کروٹیں لے رہی ہوتی ہے۔ لیکن وہ اسے الفاظ کا جامہ نہیں پہناتے

یہ وہ لوگ ہیں جن کے سینوں میں آہنگ خاموشی کے مانند روح اپنا بسیرا کرتی ہے

جب تم اپنے دوست کو سر راہ یا منڈی میں ملو۔ تو اس وقت تمہاری روح کی قوت ہی گفتار کو اپنے سانچے میں ڈھالے اور تمہاری شخصیت کی گہرائیوں سے ایک سکوت انگیز آواز اس کی قوت سامعہ کی گہرائی تک جا پہنچے

کیونکہ تمہارے قلب کی پنہائیوں کی صداقت اس کی روح میں اس طرح جاگزیں ہو جائے گی جیسے کہ شراب کا بھولا بسرا کیف پھر سے تازہ ہو جائے اور جب کہ اس کا رنگ بھی ذہن سے محو ہو چکا ہو اور پیمانے بھی نابود ہو چکے ہوں ؛

پھر ایک منجم نے کہا۔ آقا وقت کے متعلق کیا ارشاد ہے
اس نے کہا۔ تم وقت کو پیمانے سے ناپنے کے آرزو مند
ہو۔ وہ وقت جو لا انتہا اور بے پایاں ہے
تم اپنی زندگی کے راستوں اور یہاں تک کہ اپنی روح
کی گزرگاہ کو ساعتوں اور موسموں میں ڈھال دینا چاہتے ہو۔
تم نے تو وقت کو ایک ندی سمجھ لیا ہے جس کے کنارے
پر بیٹھے ہوئے تم اس کی روانی کا تماشہ کر رہے ہو۔ حالانکہ
روح کی لاانتہائیت تمہاری زندگی کی لاانتہائیت سے خوب
آگاہ ہے اور وہ اس امر سے بھی بخوبی واقف ہے کہ
گزرا ہوا کل آج کی یاد ہے اور آنے والا کل آج کا
ایک خواب

اور وہ شے جو تم میں نغمہ زن اور محو تصوّر ہے ابھی تک ازل کی ان سرحدوں میں سکونت پذیر ہے جبکہ فضائے بسیط میں تارے منتشر کئے گئے تھے

تم میں سے کون ہے وہ جس کے دل میں یہ احساس نہ ہو کہ اس میں محبت کرنے کی قوتیں لامحدود ہیں اور ساتھ ہی اسے یہ احساس بھی نہ ہو۔ کہ یہ محبت اگرچہ لامحدود ہے مگر اس کے مرکز ہستی کو احاطہ کئے ہوئے ہے

اور محبت کے ایک تصوّر کی طرف سے دوسرے تصوّر کی جانب اور نہ ہی محبت کے عمل کی طرف سے محبت کے دوسرے عمل کی جانب سلسلہ جنباں ہوتی ہے

کیا وقت بھی محبت کی طرح غیر منقسم اور سکوت آور ہے لیکن اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ وقت کی پیمائش موسموں ہی سے کی جائے تو پھر ہر ایک موسم کو دوسرے تمام موسموں پر محیط کر دو اور آج کو زمانہ ماضی کی یادوں اور مستقبل کو آرزوؤں سے ہم آغوش ہونے دو ؎

شہر کے معززین میں سے ایک نے کہا کہ ہمیں نیکی اور برائی کے متعلق کچھ فرمائیے

اُس نے کہا۔ میں تمہاری نیکیوں کے متعلق تو کچھ کہہ سکتا ہوں مگر برائیوں کے متعلق کیا کہوں

اس کے سوا برائی ہے کیا کہ وہ دراصل نیکی ہی ہے جو اپنی ہی بھوک اور پیاس کی سختیوں کو برداشت کرتے کرتے اس طرح ظاہر ہو جاتی ہے

واقعہ یوں ہے کہ جب نیک بھوکا ہوتا ہے تو خوراک کی تلاش میں اندھیرے غاروں تک جا پہنچتا ہے اور جب پیاسا ہوتا ہے تو گندہ پانی پینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

تم نیک ہو لیکن اِس وقت جب تم اپنی شخصیت سے

ہم آہنگی پیدا کر دو لیکن اگر تم ایسا نہ کرو پھر بھی تمہیں برا نہیں کہا جا سکتا

باہمی نفاق کی بدولت کسی گھر کو چوروں کے غار سے تشبیہہ نہیں دی جا سکتی بس یہی کہ ان میں نفاق ہے

ایک جہاز جس کے پتوار نہ ہوں یہی ہو گا کہ وہ خطرناک جزیروں میں ڈانواں ڈول تھپیڑے کھاتا پھرے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سمندر کی تہ میں غرق ہو جائے گا

تم نیک ہو مگر اس وقت تک جب تک کہ ذاتی ایثار کا جذبہ تم میں موجود ہے لیکن ذاتی مفاد کی کوشش تمہیں برا بھی نہیں بنا سکتی اس لیئے کہ جب تم اپنے مفاد کے لیئے کوئی کام کرو تو تم اس جڑ کی طرح ہو گے جو زمین سے چمٹی ہوئی اس کے سینے سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے

یقیناً پھل کو جڑ سے یہ کہنے کا کوئی حق نہیں

"تو بھی میری طرح ہو جا اور اس سے بھرپور ہو کر دوسروں کے کام دو دہن کی تواضع کر"

اس لیئے کہ جس طرح پھل دوسروں کے لیئے اپنی نعمتیں ارزاں کرتا ہے اسی طرح جڑ کو بھی دوسروں سے اپنی خوراک

حاصل کرنے کا حق ہے

تم نیک ہو لیکن اِس حالت میں جبکہ بات چیت کرتے وقت پوری طرح آگاہ رہو۔ لیکن تم بے خودی میں مہمل باتیں بھی کرو تو بُرے نہیں بن سکتے۔ کیونکہ بات چیت لڑکھڑاتی ہوئی باتوں سے نحیف زبان میں بھی قوت پیدا کر سکتی ہے

تم نیک ہو لیکن اِس حالت میں کہ تمہارے مقصد کی طرف پوری محبت کے ساتھ مردانہ وار قدم اٹھاتے چلے جاؤ لیکن تمہیں بدکار نہیں کہا جا سکتا اگر تم منزلِ مقصود کی طرف لنگڑاتے ہوئے چلو

وہ لوگ جو لنگڑا کر چلتے ہیں بہرحال بڑھتے ہی جاتے ہیں پیچھے نہیں ہٹ جاتے

تم جو مضبوط اور سبک رفتار ہو۔ خیال رکھو کہ لنگڑوں کے سامنے لنگڑا کر نہ چلو اِس لئے کہ مبادا تم اسے مہربانی اور ہمدردی کا اقتضا سمجھو

تم ہر اعتبار سے نیک ہو اور اگر تم نیک نہیں تو بُرے بھی نہیں تم صرف سست اور گم کردہ راہ ہو

افسوس ہے کہ ہرن کچھوے کو سبک رفتاری نہیں سکھا سکتا

تمہاری عظیم تریں شخصیت میں نیکی کی خواہش موجود ہے
اور وہ خواہش تم میں سے ہر ایک میں ہے لیکن بعض میں نیکی
کا یہ جذبہ ایک تیز رفتار ندی کے مانند ہے جو دامن کوہ کے
اسرار و رموز اور بیابان کے کھیتوں کو اپنے آپ میں جذب
کئے ہوئے پوری رفتار کے ساتھ سمندر میں جا ملتی ہے

اور بعض میں یہی خواہش ایک چھوٹے سے نالے کی طرح
ہے جس کا پانی گرتا پڑتا اور بل کھاتا ہوا سمندر تک پہنچنے سے
پہلے ہی ضائع ہو جاتا ہے

پس وہ شخص جس کا جذبہ طلب زیادہ ہے اسے اس
شخص کو جس کا جذبہ طلب کم ہے یہ کہنے کا کوئی حق نہیں کہ تم
کیوں اتنے سست ہو اور تمہارے پاؤں کیوں لڑکھڑاتے ہیں
اس لئے کہ نیک لوگ ننگے آدمی سے یہ نہیں کہتے تمہارے
کپڑے کہاں ہیں ؟
خانماں برباد سے یہ نہیں پوچھتے ۔ تمہارا گھر کیا ہوا ؟

ایک راہبہ نے کہا عبادت کے متعلق کچھ فرمایئے

اس نے کہا۔ تم مصیبت اور ضرورت کے وقت عبادت کرتے رہو

کاش تم مسرت اور خوشحالی کے دنوں میں بھی سربسجود ہوتے۔ اِس لیئے کہ عبادت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ تم اپنی ذات کو زندگی کے بھرپور ایتھر میں پھیلا دو

اگر تمہارے آرام اور آسودگی کا اقتضا یہی ہے کہ تم اپنی ظلمتوں کو وسیع خلا میں ڈال دو۔ تو تمہارے دل کے سویرے کو آشکار کرنے میں بھی تمہاری مسرت وشادمانی کا راز مضمر ہے

جب تمہاری روح تمہیں عبادت کی طرف بلاتی ہے اگر اس وقت تمہارے سینے میں رقت اور گریہ کے سوا کچھ نہیں اور

تمہاری روح بار بار تمہیں بلائے تو تم محوِ گریہ رہو کیوں کہ تم بالآخر مسکراتے اور قہقہے لگاتے ہوئے بروئے کار آؤ گے

جب تم عبادت کرتے ہو۔ تو تمہاری روح ان روحوں کے ساتھ عالمِ برزخ میں ملاقات کرتی ہے جو عین اسی لمحہ مصروف عبادت ہوتی ہیں

پس تم عبادت کے لئے اس معبد میں جاؤ۔ جو تمہاری ظاہر بیں آنکھوں سے اوجھل ہے تاکہ تمہاری روح کیف وصل و نشاط و مانی سے روشناس ہو سکے۔ کیونکہ اگر تم اس معبد میں صرف مانگنے کے لیے جاؤ گے تو پھر تمہیں کچھ بھی نہ ملے گا اور اگر تم صرف اپنے آپ کو ذلیل اور عاجز ظاہر کرنے کے لیئے داخل ہو گے تو تمہیں پستی سے اوپر نہیں لایا جائے گا اور اگر تم دوسروں کی بھلائی کے لیے جاتے ہو۔ تو تمہاری آواز کون سنے گا۔

تمہارے لیئے تو یہی کافی ہے کہ تم اس معبد میں غائبانہ طور پر داخل ہو جاؤ

میں تمہیں یہ نہیں سکھا سکتا۔ کہ تم عبادت میں کون سے

الفاظ استعمال کرو۔

خدا تمہارے الفاظ کو نہیں سنتا مگر اس وقت جب اس کے اپنے الفاظ تمہاری زبان پر جاری ہو جائیں

میں تمہیں پہاڑوں، جنگلوں اور سمندروں کی عبادت کا طریق نہیں سکھا سکتا مگر تم جو پہاڑوں، جنگلوں، اور سمندروں کے سینے سے پیدا ہوئے ان کی سجدہ ریزی کو اپنے دل میں موجود پاؤ گے

لیکن اگر تم رات کی خاموشی اور سکوت میں ان کی دعاؤں کو سنو گے تو یہ آواز تمہارے کانوں میں پڑے گی

"اے خدا تو ہماری ذات کا پر پرواز ہے اور تمہاری رضا میں ہماری مرضی پنہاں ہے

تیری خواہش ہی ہماری خواہشوں کی رہنمائی کرتی ہے

ہم میں تیری ہی آرزو ہے جو ہماری راتوں کو جو تمہاری راتیں ہیں دنوں میں جو فی الحقیقت تمہارے ہی دن ہیں تبدیل کر دیتی ہے۔

ہم تجھ سے یہ نہیں کہتے کہ ہمیں کچھ چاہیئے کیوں کہ تو ہماری ضروریات کو ان کے پیدا ہونے سے بھی بہت پہلے جانتا ہے

تو ہی ہماری ضرورت ہے جب تو اپنے وجودِ حقیقی سے ہمیں کچھ تفویض کرتا ہے تو گویا سب کچھ دے دیتا ہے۔"

ایک بن باسی جو سال میں ایک مرتبہ شہر میں آتا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر کہا۔ کہ ہمیں کچھ عیش و مسرت کے متعلق فرمائیے

اس نے کہا

مسرت ایک آزادی کا نغمہ ہے کہ ہے شیریں
مگر اس کیف آزادی کو آزادی نہیں کہتے

دلوں کے تار ہلتے ہیں
چٹکتے ہیں تمہاری آرزؤں کے یہاں غنچے
مگر انجام اس کا ؟ کون جانے ! ہاں
یہ غنچے کھل کے پژمردہ ہوئے !! پھر بھی
دلوں کے تار ہلتے ہیں
حسین گہرائیاں تم کو بلاتی ہیں بلندی پر

بلندی اور پستی کی حقیقت کیا!
قفس کی قید میں تو لے چہ پر طائر تو حاصل کیا
مگر اک عالم پرواز ہے پیشِ نظر اس کے!!
حقیقت میں
مسرت ایک آزادی کا نغمہ ہے کہ ہے شیریں

میں خوش ہوں گا اگر تم اس گیت کو دل کے بھرپور جذبوں کے ساتھ گاؤ مگر ایسا بھی نہ ہو کہ تمہارا دل اس گیت کی صرف موسیقی میں دب کر رہ جائے

تمہارے بعض نوجوان عشرت کے متلاشی ہوتے ہیں گویا صرف وہی زندگی کا منتہائے مقصود ہے تم ان پر تنقید کرتے ہو اور انہیں برا بھلا کہتے ہو

مگر میں نہ ہی ان پر نکتہ چینی کرتا ہوں اور نہ ہی انہیں برا بھلا کہتا ہوں بلکہ چاہتا ہوں کہ وہ عیش و عشرت کی جستجو کو جاری رکھیں اس لئے کہ وہ عشرت کو تنہا نہیں پائیں گے

اس کی سات بہنیں ہیں اور جو سب سے کم حسین ہے وہ خود عشرت و انبساط سے زیادہ خوبصورت ہے۔

کیا تم نے اس شخص کا قصہ نہیں سنا جس نے درخت کی جڑیں کھودتے کھودتے ایک گراں بہا خزانہ حاصل کر لیا تھا۔

تمہارے بڑوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو گزرے ہوئے عیش و عشرت کو کچھ اس طرح ندامت کے ساتھ یاد کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک ایسا گناہ تھا۔ جس کا انہوں نے جوانی کی بدمستی میں ارتکاب کیا

مگر وہ تاسف ایسا ہی ہے جیسے دل کی آنکھوں پر پردہ ڈالنا

یہ گناہوں کی سزا نہیں انہیں اپنے گزشتہ عیش کو ایسے تشکر و امتنان کے ساتھ یاد کرنا چاہیے جس طرح سال گزشتہ کی فصل کو یاد کیا جاتا ہے

اگر پچھتانے ہی سے انہیں تسکین ہوتی ہے تو انہیں اسی طرح اپنے دل کو سکون پہنچانے دو

تم میں بعض ایسے بھی ہیں جو اتنے جوان بھی نہیں کہ عیش و عشرت کو تلاش کر سکیں اور اتنے معمر بھی نہیں کہ عیش رفتہ کو یاد کریں

وہ تلاش کرنے اور یاد کرنے کے عمل سے ایسے گھبراتے

ہیں کہ عیش سے دست کش ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ مبادا وہ اپنی روحانی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھیں یا اسے نقصان پہنچائیں مگر ان کے ترک لذات میں بھی عیش و مسرت کی ایک جھلک موجود ہے پس وہ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے جڑیں کھودتے وقت خزانہ پا لیتے ہیں

مگر یہ تو بتاؤ۔ کہ وہ کون ہے جو اپنی روح کو صدمہ پہنچاتا ہے

کیا بلبل کے نغمے رات کی خاموشی اور سکوت کو توڑ سکتے ہیں۔ یا جگنو اپنی روشنی سے ستاروں کو نقصان پہنچا سکتا ہے؟

کیا تمہاری آگ کے شعلے اور تمہارا دھواں ہوا کے دوش پر بار ثابت ہو سکتا ہے

کیا تم روح کو ایک خاموش تالاب سمجھتے ہو جس کے پانی کو ایک چھڑی سے متلاطم کیا جا سکتا ہے

بعض اوقات عشرت سے دست کش ہو کر تم اپنی خواہشات کو اپنے وجود کے کسی گوشہ میں چھپا دیتے ہو

کون جانتا ہے کہ جسے آج تم نظرانداز کر دیتے ہو وہی

کل تمہارے سامنے آجائے

اور تو اور خود تمہارا وجود بھی اپنی وراثت اور ضرورتوں سے غافل نہیں رہتا اور تم اسے دھوکہ نہیں دے سکتے

تمہارا جسم تمہاری روح کا بربط ہے اور اس کا انحصار تمہارے ذوق موسیقی پر ہے کہ تم اس کے تاروں سے کیف پرور نغمے نکالو یا پریشان کن آوازیں

اب تم اپنے دل میں غور کرتے ہو کہ عشرت میں کون سی چیز اچھی اور کونسی بری ہے

اپنے باغوں میں جاؤ اور دیکھو۔ تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ شہد کی مکھی کا عیش اسی میں ہے کہ پھولوں سے شہد اکٹھا کرے لیکن پھولوں کی خوشی بھی اسی میں ہوتی ہے کہ وہ اپنا شہد مکھی کے حوالے کردیں۔ اس لئے کہ شہد کی مکھی کے لئے پھول زندگی کا سرچشمہ ہے اور مکھی پھول کے لئے محبت کی پیامبر ہے

پھول اور مکھی دونوں کے لئے شہد کا دینا اور لینا عیش و مسرت کی ضروریات سے ہے

اے ارفلیس کے رہنے والو! پھول اور مکھی کی طرح صرف عشرت و انبساط سے غرض رکھو۔

ایک شاعر نے کہا۔ کہ ہمیں حسن کے متعلق کچھ بتاؤ
اس نے کہا۔ تم حسن کو کہاں تلاش کرو گے اور اسے کیسے پاؤ گے جب تک وہ خود تمہارا راستہ نہ بن جائے اور تمہاری رہنمائی نہ کرے

تم حسن کے متعلق کیا کہہ سکتے ہو جب تک وہ خود تمہاری گویائی کی بنیاد نہ رکھے

مجروح اور غمگیں کہتے ہیں کہ حسن مہربان اور لطیف ہے
حسن ہمارے درمیان سے اس نئی نویلی ماں کی طرح گذر جاتا ہے جو اپنی عظمت کے نشان یعنی اپنے بچے کو شرمیلے پن سے اٹھائے ہوئے ہو

پر جوش لوگ کہتے ہیں حسن جلالی و جبروت کا دیوتا ہے۔

وہ ایک طوفان ہے جس سے زمین اور آسمان کانپ اُٹھتے ہیں۔

تھکے ہوئے اور درماندہ کہتے ہیں کہ حسن ایک نرم و نازک سرگوشی ہے جو ہماری روح سے ہمکلام ہوتا ہے اس کی آواز ہماری خاموشیوں میں اس طرح مدغم ہو جاتی ہے جیسے کہ ایک مدھم سی کرن جو اندھیروں کے خوف سے کانپتی ہے

مضطرب اور بے چین کہتے ہیں کہ ہم نے حسن کو پہاڑوں میں نعرہ زن دیکھا ہے اور ان نعروں کے ساتھ گھوڑوں کی ٹاپوں۔ پھڑپھڑاتے ہوئے پروں اور دھاڑتے ہوئے شیروں کی آوازیں بھی۔

رات کے وقت شہر کے پاسبان کہتے ہیں حسن طلوع آفتاب کے ساتھ مشرق کی طرف سے نمودار ہو گا

دوپہر کے وقت تھکے ہوئے مزدور اور مسافر کہتے ہیں ہم نے حسن کو مغرب کی طرف شفق کی کھڑکی سے زمین پر جھانکتے ہوئے دیکھا ہے

سرما کی برف میں گھرے ہوئے لوگ کہتے ہیں حسن آغاز بہار

میں پہاڑیوں کو پھاندتے ہوئے آئے گا

گرما کی شدت میں فصل کاٹنے والے کسان کہتے ہیں ہم نے حسن کو خزاں کے پتوں کے ساتھ مصروف رقص دیکھا ہے۔ اور اس کی زلفوں میں برف کے گالے الجھے ہوئے تھے۔

حسن کے بارے میں تم نے سب کچھ کہہ ڈالا۔ پر حقیقت میں تم نے حسن کا نہیں بلکہ اپنی غیر مطمئن حاجات کو بیان کیا ہے۔

حسن ایک حاجت نہیں بلکہ ایک کیف و مسرت ہے

حسن پیاسے کے خشک ہونٹ اور گدا کا پھیلا ہوا ہاتھ نہیں بلکہ ایک شعلہ بداماں دل اور مسحور روح ہے

• حسن کسی مندر کا بت نہیں کہ تم اسے دیکھ سکو یا نغمہ نہیں کہ تمہارے کان اسے سن سکیں البتہ حسن ایسی مورتی ہے جسے تم آنکھیں بند کر کے ہی دیکھ سکتے ہو ایک نغمہ ہے جسے کان بند کر کے ہی سن سکتے ہو

یہ وہ رس نہیں جو درخت کی چھال میں مضمر ہے اور نہ ہی یہ پر ہے جو پنجے کے ساتھ پیوستہ ہے بلکہ حسن تو ایک

سدا بہار باغ ہے اور فضا میں مصروف پرواز فرشتوں کا ہجوم
ارفلیس کے رہنے والو!
حسن زندگی ہے جب زندگی اس کے خوشنما اور مقدس
چہرے سے نقاب اٹھائے لیکن تم ہی تو زندگی ہو اور تمہی
نقاب!
حسن جاوداں ہے جو اپنے چہرے کو آئینہ زندگی میں
دیکھتا ہے لیکن تم ہی حسنِ دوام اور تم ہی آئینہ ہو۔

ایک بوڑھے کاہن نے کہا۔ ہمیں مذہب سے متعلق کچھ بتاؤ

اس نے کہا : کیا جو کچھ میں نے آج کہا ہے وہ کچھ اور چیز ہے ؟

کیا اعمال اور فکر و نظر ہی کو مذہب نہیں کہتے ؟

پھر وہ بھی جو نہ ہی عمل ہے اور نہ ہی فکر و نظر بلکہ حیرت و استعجاب کا وہ ہیولے جو تمہاری روح سے ناچتا ہوا ہویدا ہے۔ خواہ اس وقت تم پتھر توڑنے میں مصروف ہو یا کپڑا بننے میں

وہ کون ہے جو اپنے عقاید سے اپنے افعال کو جدا

کر سکے اور اپنے مشاغل کو اپنے ایمان سے وابستہ نہ کرے

کون شخص ہے جو اپنی ساعتوں کو اپنے سامنے پھیلا کر کہتا ہے کہ یہ خدا کے لئے ہے۔ یہ میرے لئے۔ یہ میری روح کے لئے اور یہ میرے جسم کے لئے۔

تمہارے لمحات گویا پرندے کے بازو ہیں جو فضا میں وجود در وجود پھڑپھڑاتے ہیں

وہ شخص جو اپنی نیکیوں کو عمدہ پوشاک تصور کرتا ہے وہ ننگا ہی بہتر ہے سورج اور ہوا اس کے جسم کو چھلنی نہیں کر سکتے

وہ شخص جو اپنے اعمال و افعال کو علم الاخلاق کے مطابق رکھنے کی کوشش کرتا ہے وہ گویا طائر نغمہ کو پنجرے میں بند کر دیتا ہے

آزاد نغمے قفس کی سلاخوں اور تیلیوں میں سے سنائی نہیں دیا کرتے

وہ شخص جس کے نزدیک عبادت ایک کھڑکی کے مانند ہے کہ جب چاہا اُسے کھول دیا اور جب چاہا اُسے بند کر دیا اُس نے اپنے قصرِ روح کو نہیں دیکھا جس کی کھڑکیاں ایک

صبح سے دوسری صبح تک کھلی رہتی ہیں

تمہاری زندگی ہی تمہاری ایک عبادت گاہ ہے اور یہی مذہب بھی ہے جس وقت تم اس میں داخل ہونے لگو تو اپنے ساتھ اپنا تمام سرمایہ لیتے جاؤ

ہل — بھٹی — موسل اور بربط

ضروریات زندگی اور وہ سامان بھی جو تمہاری مسرتوں کے لئے لازمی ہے اِس لئے کہ محویت کے عالم میں نہ ہی تم اپنی کامرانیوں سے بلند جا سکتے ہو اور نہ ہی اپنی پستیوں اور ناکامیوں سے نیچے

اپنے ساتھ تمام انسانوں کو بھی لیتے جاؤ۔ اِس لئے کہ عالم محبت میں نہ ہی تم ان کی توقعات اور آرزوؤں سے اوپر پرواز کر سکتے ہو اور نہ ہی ان کی مایوسیوں سے نیچے گر سکتے ہو

اگر تم اپنے خالق حقیقی کو پہچانتے ہو تو معمے حل کرنے سے کیا حاصل

تم اپنے گرد و پیش کے ماحول دیکھو گے تو اُسے اپنے بچوں سے کھیلتا ہوا پاؤ گے

خلا میں دیکھو تو وہ تمہیں بادلوں میں گامزن بجلی میں اپنے پھیلے ہوئے بازوؤں کے ساتھ کوندتا ہوا اور بارش میں زمین پر برستا ہوا نظر آئے گا

تم اسے پھولوں کے تبسم اور ہوا میں لہراتے ہوئے درختوں میں بھی دیکھو گے۔

پھر المطرہ نے کہا: اب ہم کچھ موت کے متعلق بھی سنیں گے

اس نے کہا:

تم موت کے اسرار کو جاننا چاہتے ہو مگر یہ راز کیسے بے نقاب ہوگا۔ جب تک کہ تم اسے زندگی کے عین تلاش نہ کرو

وہ اُلّو جس کی آنکھیں صرف رات کے اندھیرے ہی میں کھلتی ہیں وہ روشنی کے اسرار سے کیسے واقف ہو سکتا ہے

اگر تم موت کے اسرار سے متعارف ہونا چاہتے ہو تو

پہلے زندگی کے بھیدوں کو سمجھو اس لئے کہ زندگی اور
موت ایک ہی چیز کا نام ہے جس طرح دریا اور سمندر
حیات بعد ممات کے متعلق تمہارا خاموش علم تمہاری
خواہشوں اور امیدوں کی گہرائیوں میں مستور پڑا ہے اس
بیج کی طرح جو برف کے انبار کے نیچے دبا ہوا بہار کا دل خوش
کن خواب دیکھتا ہے

خواب پر پورا بھروسہ رکھو کیونکہ اسی میں وہ دروازہ
چھپا ہوا ہے جو جاودانی زندگی کی طرف رہنمائی کرتا ہے
تم موت سے ڈرتے ہو اس گڈریے کی طرح جو بادشاہ
کے سامنے کھڑا کانپ رہا ہوتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے
کہ بادشاہ کا ہاتھ انعام واکرام کے لئے اٹھے گا
مگر کیا گڈریے کے کانپتے ہوئے جسم کے اندر ایک
ایسا دل نہیں جس میں مسرت سرایت کررہی ہو کہ بادشاہ
اسے اعزاز سے سرفراز کرے گا۔ لیکن اس کے باوجود اپنے
لرزہ براندام جسم کی طرف زیادہ متوجہ ہے

موت کیا ہے ؟

ہواہیں عریاں کھڑے ہونے اور سورج کی حرارت سے

پگھل جانے کا نام

سانس کا رک جانا کیا ہے؟

صرف یہ کہ مدوجزر کی بے چینی سے آزاد اور وسعت کون ومکان میں پھیل کر خدائے برتر کی جستجو بے روک ٹوک کر سکے

تمہاری روح اس وقت نغمہ ریز ہوگی جب تم دریائے خامشی سے اپنے آپ کو سیراب کروگے

جب تم پہاڑ کی رفعتوں پر پہنچ جاؤگے تو تمہارے دل میں بلندیوں کی طرف جانے کا احساس زندہ ہو جائے گا

جب زمین تمہارے جسمانی اعضاء کا مطالبہ کرے گی تو تم خوشی سے رقص کرنے لگو گے۔

اب شام ہو گئی تھی

روشن ضمیر المطرہ نے کہا۔ کہ یہ دن اور جگہ مبارک ہے

کہ تیری روح ہم سے ہم کلام ہوئی

اس نے کہا۔ کیا میں صرف کلام کرنے والا ہی تھا؟

کیا میں سامع بھی نہ تھا؟

پھر وہ معبد کی سیڑھیوں سے اترا اور لوگوں کا ہجوم اُس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ وہ اپنے جہاز پر پہنچ کر عرشہ پر کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بلند آواز سے کہنے لگا

اے ارفلیس کے باسیو! ہوا مجھے تم سے جدا ہونے کا حکم دے رہی ہے۔ مجھے اتنی عجلت نہیں جتنی ہوا کو ہے

پھر بھی مجھے جانا ہے

ہم وہ آوارہ ہیں جو تنہا راستوں پر چلتے ہیں اور ہمارا سفر کسی دن بھی اس جگہ سے شروع نہیں ہوتا جس دن ہم نے ختم کیا۔ سورج طلوع ہوتے وقت ہمیں اس جگہ نہیں پائے گا جہاں اس نے غروب ہوتے وقت ہمیں چھوڑا تھا

جب زمین محوِ خواب ہوتی ہے ہم سرگرم سفر ہوتے ہیں۔

ہم دراصل ایک مضبوط درخت کے بیج ہیں اور یہ ہماری فطرت کی تکمیل اور فراخیٔ حوصلہ کی دلیل ہے کہ ہم ہوا کے حوالے کر دیے جائیں اور وہ ہمیں منتشر کر دے

میں نے ایک مختصر سا زمانہ تمہارے ساتھ بسر کیا اور وہ بات چیت اس سے بھی زیادہ مختصر ہے جو میں نے تمہارے ساتھ کی لیکن اگر میری آواز تمہارے کانوں میں گونجنا بند ہو جائے اور میری محبت تمہاری یادوں سے وابستہ نہ رہے۔

تو میں پھر آؤں گا اور پھر تم کو وہی پیغام سناؤں گا مگر اس دل کے ساتھ جو معلومات کے خزانے تمہاری چشمِ بینا کے آگے رکھ دے گا۔

ان لبوں کے ساتھ جن سے نکلے ہوئے الفاظ اپنی
حلاوت و شیرینی سے تمہارے دلوں کو آشنا کریں گے
ہاں! میں پھر مدوجزر کے ساتھ واپس آؤں گا۔ گو
موت مجھے آنکھوں سے اوجھل کر دے اور سکوتِ عظیم مجھے
اپنے آپ میں جذب کرے۔ اس کے باوجود میں تمہارے
محسوسات میں جستجو کروں گا اور میری جستجو ناکام نہیں رہے
گی۔

جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اگر اس میں صداقت موجود
ہے تو یہ صداقت بلند آہنگی سے منصۂ شہود پر آئے گی اور
ایسی زبان میں جو تمہارے تصورات کی ہمنوا ہوگی

اے ارفلیس کے رہنے والو! اب میں ہوا کے رُخ پر
جا رہا ہوں لیکن موت کی گہرائیوں کی طرف نہیں

اگر آج کا دن تمہاری حاجتوں اور میری محبت کا کفیل
نہیں ہو سکتا تو چلو اس وعدے کو کسی اور دن پر اٹھا رکھو
آدمی کی حاجتوں میں تبدیلی ہو سکتی ہے مگر اس کی
محبت میں نہیں اور نہ ہی اس کی خواہش میں محبت اس کی
احتیاج کو پورا کرے

اِس لئے یقین رکھو کہ میں اس سکوتِ عظیم سے ضرور
واپس آؤں گا

نور کے تڑکے دھند کھیتوں میں شبنم چھوڑ کر اڑ جاتی
ہے وہ اوپر اُٹھ کر بادلوں کی شکل اختیار کرے گی اور بارش
بن کر برس جائے گی

میری زندگی بھی دھند کی طرح گزری ہے
میں رات کی تاریک خاموشیوں میں تمہارے گلی کوچوں
میں چکر لگا تا رہا ہوں اور میری روح تمہارے مکانوں میں داخل
ہوتی رہی ہے

میں تمہارے دل کی دھڑکنیں اپنے دل میں اور تمہاری
سانس اپنے چہرے پر محسوس کرتا رہا ہوں

• تم سب میرے دل کے بہت قریب تھے۔ اسی لئے تو
میں تمہارے دکھ درد اور مسرتوں سے آشنا رہا ہوں

تمہارے خواب میرے خواب ہی تھے
بار ہا میں تمہارے درمیاں اس جھیل کی مانند تھا جو
کہساروں میں گھری ہوئی ہو
میں نے کہسار کی بلند چوٹیوں پر خم کھاتی ہوئی ڈھلوانوں

اور تمہارے تصورات اور آرزوؤں کے درمیان گزرتے ہوئے
قافلوں کا عکس اپنے اندر جذب کر کے تم پر عیاں کیا
تمہارے بچوں کے قہقہے۔ چھوٹی چھوٹی ندیاں اور تمہارے
نوجوانوں کی آرزوئیں دریا بن کر میری خاموش فضا میں داخل
ہوئے اور جب وہ میری گہرائیوں میں پہنچے تو یہ ندی نالے
اور دریا بدستور گیت گاتے رہے مگر ان قہقہوں سے
کہیں زیادہ شیریں اور ان آرزوؤں سے کہیں عظیم تر شے جو
میرے دل میں داخل ہوئی وہ تمہاری ذات کی وسعت تھی۔
اس وسعت میں تمہارا جسم مٹھی بھر گوشت اور ہڈیوں
سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا
وہ ایک ایسا مقدس نغمہ ہے جس کے آگے تمہارے
تمام راگ ایک بے آواز دھڑکن سے زیادہ نہیں
انسان کی اس وسعت میں تم بھی وسیع بن جاتے ہو۔
اسی وسعت میں میں نے تم کو تلاش کیا اور تم سے والہانہ
محبت کی۔ اس لئے کہ وہ کون سے فاصلے ہیں جو محبت طے
کرتی ہے اور وہ اس کے محیط میں نہیں
اور کونسی حدنگاہ۔ کونسی توقعات اور کونسی قیاس انگیزیاں

اس کی پرواز پر بازی ہے جا سکتی ہیں

ایک دیو قامت شاہ بلوط کے درخت کی طرح جس پر پھولوں کی ایک بیل چڑھی ہوئی ہے وہی وسیع انسان تمہارے اندر موجود ہے۔ اسی کی قوتوں کے باعث تم دھرتی سے وابستہ ہو اور اس کی نگہت تمہیں خلا میں حکم پرواز دیتی ہے اور اسی وسعت کی استواری سے تم زندہ جاوید ہو گئے ہو۔

تمہیں یہ کہا گیا ہے کہ اگر چہ تم زنجیر ہو لیکن تم زنجیر کی کمزور کڑی کے مانند ہو لیکن سچی بات یہ نہیں۔ تم مضبوط بھی ہو۔ جیسے اس زنجیر کی سب سے مضبوط کڑی

تمہارے کم ترین اعمال سے تمہاری طاقت کا اندازہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے سمندر کی طاقت کا اندازہ اس کے بلبلوں اور جھاگ سے کرنا۔

تمہاری ناکامیوں سے تمہاری شخصیت کا اندازہ کرنا گویا موسموں کو ان کے تغیر و تبدل پر مجرم قرار دینا ہے

ہاں تم ایک سمندر کے مانند ہو اگر چہ بڑے بڑے جہاز تمہارے ساحل پر ہوا کے رخ کا انتظار کرتے ہیں۔ لیکن

سمندر کی طرح تم اپنی ہواؤں کو سبک بنانے کی قدرت نہیں رکھتے

تم موسموں کے مانند بھی ہو۔ لیکن تم موسم سرما میں اپنی بہار کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہو مگر بہار تمہارے سینوں میں آرام کناں اور نیم خفتہ مسکرا رہی ہوتی ہے اور وہ اس میں اپنی توہین خیال نہیں کرتی

یہ نہ سمجھنا کہ میں یہ باتیں تم سے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تم ایک دوسرے سے کہو کہ اس نے ہماری کتنی مدحت سرائی کی اور اس نے ہم میں نیکی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا

میں تم سے انہی الفاظ میں بات چیت کر رہا ہوں جو تمہارے خیالوں میں پہلے سے موجود ہیں

یہ کتابی علم کیا ہے؟

صرف اس علم کا عکس ہے جس کے حصول میں الفاظ کی ضرورت نہیں۔

تمہارے خیالات اور میرے الفاظ ایک سربمہر قوت حافظہ کی لہریں ہیں جن میں ہماری یادِ ماضی محفوظ رہتی ہے اور ان ازمنہ قدیم کی یاد جب یہ دھرتی نہ ہمیں جانتی تھی

اور نہ ہی اپنے آپ کو۔ ان راتوں کی یاد جب کہ زمین الجھن اور افراتفری میں گھری ہوئی تھی

بہت سے فہیم و نکتہ رس انسان فہم و فراست عطا کرنے کے لئے تمہارے پاس آئے۔ لیکن میں تمہاری عقل سے کچھ حاصل کرنے آیا ہوں

اور دیکھو میں نے وہ چیز معلوم کی ہے جو فہم و فراست سے بلند مرتبہ رکھتی ہے

وہ ایک شعلہ نما روح ہے جو تم میں روز بروز زیادہ روشن ہوتی جاتی ہے پر تم اس روح کی وسعتوں سے بے پرواہ رہ کر اپنی عمر رفتہ کا ماتم کرتے ہو

جسمانی زندگی قبر سے خوف زدہ ہوتی ہے حالانکہ زندگی ازل کی جستجو میں مصروف ہوگی

اس دنیا میں قبریں نہیں ہوا کرتیں

یہ پہاڑ اور میدان تمہارا گہوارہ اور سنگ راہ گزر ہیں

جب تم اس کھیت کے قریب سے گزرو جہاں تم نے اپنے باپ دادا کو سپردِ خاک کیا تھا تو وہاں بغور دیکھو

تم وہاں دیکھو گے کہ تم اپنے بچوں کے ہاتھ میں ہاتھ

دے شے رقصاں و فرحاں ہو

بے شبہ اکثر یوں بھی ہوتا ہے کہ تم لاشعوری حالت میں مسرت انگیزیوں میں ڈوب جاتے ہو

دوسرے فہیم و دانا تمہارے پاس آئے اور انہوں نے تمہارے ایمان کے متعلق تم سے زریں وعدے کیئے اور ان کے عوض تم نے اپنی دولت اپنی طاقت اور اپنی عظمت بطورِ تحفہ پیش کی

میں نے جو کچھ تمہیں دیا وہ وعدے سے بہت کم ہے لیکن تم ان کی نسبت مجھ سے زیادہ فراخدلی کے ساتھ پیش آئے

حیاتِ سرمدی کے لیے تم نے میری روح کی گہرائیوں کی تشنگی میں اضافہ کر دیا

جب میں اس چشمہ پر اپنی پیاس بجھانے آتا ہوں تو اسکے بہتے ہوئے پانی کو تشنہ پاتا ہوں۔ اور جب میں اسے پیتا ہوں تو وہ مجھے پیتا ہے۔

تم میں سے بعض نے تحفے قبول کرنے کے معاملے میں مجھے مغرور اور بہت ہی شرمیلا سمجھا

اجرت وصول کرنے میں میں واقعی مغرور رہوں مگر تحفے قبول

کرنے کے معاملے میں نہیں

تم مجھے اپنے دستر خوان پر بٹھانے کو تیار تھے مگر میں نے پہاڑی پھل کھا کھا کر پیٹ بھرا

تم مجھے اپنے گھروں میں پناہ دینے کو تیار تھے مگر میں نے معبد کی سیڑھیوں پر راتیں بسر کیں

لیکن کیا میری زندگی صرف تمہاری محبت آمیز توجہ کا باعث نہیں تھی جس نے غذا کو میرے لیئے شیریں بنا دیا اور میری نیند کو پُر کیف خوابوں سے روشناس کر دیا۔ اس کے لیئے میں تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں

تم نے مجھے بہت کچھ دیا۔ لیکن تمہیں یہ احساس نہیں کہ تم نے مجھے کچھ دیا بھی ہے یا نہیں

لاریب جب عنایات آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھتی ہیں تو پتھر بن بدل جاتی ہیں اور عمل احسن جب اپنے آپ کو لطیف نام سے منسوب کرتا ہے تو وہ وبال کا سرچشمہ بن جاتا ہے

بعض آدمیوں نے مجھے تنہائی پسند اور اپنے حال میں مست سمجھا اور خود تم نے کہا یہ تو پہاڑوں اور درختوں

سے باتیں کرتا ہے انسانوں سے نہیں
وہ پہاڑ کی چوٹی پر اپنی تنہائی میں کھڑا ہوا ہمارے شہر کو حقارت کی نظروں سے دیکھتا ہے
یہ صحیح ہے کہ میں پہاڑیوں کو پھلانگتا ہوا دور افتادہ گوشوں پر جا پہنچا۔ لیکن بہت دور رہنے کے سوا میں نہیں کیونکر دیکھ سکتا ہوں
کوئی شخص قرب کیونکر حاصل کر سکتا ہے جب تک وہ بہت دور فاصلے پر نہ ہو
تم میں سے بعض نے مجھے پکارا۔ زبان سے نہیں بلکہ زبانِ خاموشی سے
انہوں نے کہا، او فہم و ادراک سے بھی بلند تر رفعتوں سے محبت کرنے والے اجنبی انسان! تم پہاڑ کی ان چوٹیوں پر رہنا کیوں پسند کرتے ہو جو عقابوں کا مسکن ہے
تم ناقابلِ حصول چیزوں کی کیوں جستجو کرتے ہو!
تم کون سے طوفان اپنے جال میں پھانسنے کے درپے ہو!
تم آسمان کی رفعتوں میں کون سے موہوم پرندوں کو

تشکار کرنا چاہتے ہو

آؤ اور ہمارے ساتھ رہو۔ نیچے اترو اور ہماری روٹی سے اپنی بھوک مٹاؤ اور ہماری شراب سے اپنی تشنگی دور کرو۔

اپنی روح کی تنہائیوں میں انہوں نے یہ باتیں کیں لیکن اگر ان کی یہ تنہائی کچھ گہری ہوتی تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ میری آوارگی صرف ان کے غم اور مسرت کے اسرار کو معلوم کرنے کے لئے تھی

میں صرف تمہاری ہی ذات وسیع کی تلاش میں تھا جو آسمان پر محوِ خرام ہے

لیکن صیاد خود بھی صید تھا اس طرح کہ میرے ہی تیر میری کمان سے نکل کر میرے سینے پر پیوست ہو گئے

اور پرپرواز رکھنے والا زمین پر رینگنے والا بھی تھا اس طرح کہ جب میں آفتاب کے سامنے آسمان کی فضاؤں میں اڑنے کے لئے پر پھیلاتا تھا تو ان کا سایہ زمین پر کچھوے کی طرح آہستہ آہستہ رینگتا تھا

مجھے اگر یقین کامل حاصل ہے تو کچھ شکوک بھی ہیں۔ اس

طرح کہ میں نے تم سے پوری طرح متعارف ہونے کے لئے
اپنی انگلی اپنے زخم میں ڈالی

اس عقیدے اور علم کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ تم
اپنی حدود میں مقید نہیں ہو اور تمہارا وجود تمہارے
گھروں اور کھیتوں تک ہی محدود نہیں بلکہ تمہاری ذات
حقیقی پہاڑوں سے بھی اوپر تک ہے اور تم ہوا کے ساتھ
مصروف پرواز ہو

یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو صرف گرمی حاصل کرنے کے
لئے دھوپ میں رینگتی ہے یا محفوظ رہنے کے لئے اندھیرے
میں بل بناتی ہے بلکہ یہ ایک آزاد شے ہے

ایک ایسی روح جو تمام کرۂ ارض پر چھائی ہوئی ہے
اور شفاف آسمانوں پر حرکت کرتی ہے

اگر یہ الفاظ مبہم ہیں تو ان کو واضح کرنے کی کوشش
نہ کرو۔ اس لئے کہ ہر شے کی ابتدا مبہم اور دھندلی
ہوتی ہے۔ مگر اس کا انجام نہیں

میری آرزو ہے کہ تم مجھے ابتدا سمجھ کر ہی یاد کرو
زندگی اور ہر ذی روح شے کی آفرینش اندھیرے ہی میں

ہے نہ کہ شفاف روشنی میں اور کون جانتا ہے کہ شفاف
ی بھی مدہم ہو کر دھند میں بدل جاتی ہے
میں چاہتا ہوں کہ مجھے یاد کرتے وقت تم یہ بھی
کہ وہ شے جو تم میں سب سے زیادہ کمزور اور الجھی
نظر آتی ہے حقیقت میں وہی سب سے زیادہ مضبوط
ہے
کیا وہ تمہاری سانس ہی نہیں جس نے تمہاری ہڈیوں
ھا بچے کو استواری اور استحکام بخشا
کیا وہ تمہارا فراموش شدہ خواب نہیں جس نے
ے شہر کو تعمیر کیا اور اس میں جو کچھ ہے اُسے آراستہ

اگر تم سانس کے مد و جزر کو دیکھ سکتے تو پھر تم باقی
سے آنکھیں موند لیتے
گر تم خواب کی سرگوشی کو سن لیتے تو تم کسی اور آواز
نا پسند نہ کرتے ۔ لیکن تم نہ دیکھ سکتے ہو اور نہ سن
ہ اور یہ اچھی بات ہے
ہ پردے جو تمہاری آنکھوں کے سامنے چھائے ہوئے

ہیں اسی ہاتھ سے اٹھائے جائیں گے جنھوں نے ان کو بنایا ہے اور وہ مٹی جو تمہارے کانوں میں بھری ہوئی ہے انہیں انگلیوں سے چھیدی جائے گی جنھوں نے مٹی کو گوندھا۔

پھر تم دیکھ سکو گے اور پھر تم سن سکو گے

اس وقت تمہیں رنج نہیں ہوگا کہ تم اندھے رہے اور نہ اس بات کا دکھ کہ تم سن نہ سکے کیونکہ اس دن تمام موجودات کے رازہائے درون تم پر آشکار ہو جائیں گے اور تم اندھیرے کو بھی اتنا ہی مبارک سمجھو گے جتنا کہ نور کو

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے اردگرد نظر ڈالی اور دیکھا کہ جہازران پتواروں کے پاس کھڑے ہیں۔ کبھی وہ ہوا سے بھرے ہوئے بادبانوں کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی اپنی مسافت کی طرف

پھر اس نے کہا، میرے جہاز کا ناخدا کس قدر صابر ہے

ہوا چل رہی ہے بادبان بے چین ہیں پتوار بھی اشارہ

کے منتظر ہیں لیکن میرا ناخدا میری خاموشی کو منتظر نگاہوں سے دیکھ رہا ہے اور یہ میرے جہاز ران جو بحرِ ذخار کے نغمے سُن چکے ہیں۔ انہوں نے بھی میری باتوں کو بڑی توجہ کے ساتھ سنا اور اب وہ زیادہ انتظار نہیں کر سکتے ہیں تیار کھڑا ہوں

اب ندی سمندر تک پہنچ چکی ہے ایک بار پھر مادرِ فطرت اپنے بچے کو واپس اپنے آغوش میں لیتی ہے

الوداع! ارفلیس کے باسیو! الوداع!

آج کا دن ختم ہو گیا۔ یہ دن ہمارے لئے اسی طرح ختم ہو گیا جس طرح پانی میں لہراتے والا کنول کا پھول اپنے کل کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے

جو کچھ ہمیں یہاں دیا گیا ہے ہم اسے اپنے پاس محفوظ رکھیں گے اور وہ ہمارے لئے کافی نہ ہو تو ہمیں پھر یہاں اکٹھے آنا ہو گا اور اپنا دستِ سوال اپنے کردگار کے سامنے دراز کرتا ہو گا

بھول نہ جانا کہ میں پھر لوٹ کر آؤں گا۔ تھوڑے عرصہ بعد

میری خواہش نمود پھر مجھے کسی اور جسم کی تخلیق کے
لئے مٹی اور جھاگ اکٹھا کرنے پر مجبور کرے گی

بہت جلد ہوا کے دوش پر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد
میں کسی اور عورت کے بطن سے پیدا ہوں گا

میں تمہیں اور اس جوانی کو جو تمہارے ساتھ بسر کی الوداع
کہتا ہوں

ماضی میں ہم ایک دوسرے سے خواب میں متعارف
ہوئے۔

تم میری تنہائیوں میں نغمے الاپ رہے تھے اور
میں تمہاری آرزوؤں سے آسمان پر مینار تعمیر کر رہا تھا۔

لیکن اب ہماری نیند ختم ہو چکی ہے اور اس کے
ساتھ ہمارے خواب بھی

دن کافی چڑھ آیا ہے۔ دوپہر کا سماں ہمیں اپنی
لپیٹ میں لے رہا ہے اور نصف بیداری ہمارے
پورے دن میں تبدیل ہو چکی ہے۔ اب ہمیں الوداع
کہنا ہوگی۔

اگر ہم اپنی یاد کی ہلکی سی روشنی میں پھر ایک مرتبہ

ملیں۔ تو پھر اکٹھے مل کر باتیں کریں گے اور تم مجھے
کوئی زیادہ مسحور کن نغمہ سناؤ گے

اور اگر ہمارے ہاتھ کسی اور خواب میں ملیں تو پھر ہم
آسمان پر ایک اور مینار تعمیر کریں گے

یہ کہتے ہوئے اس نے جہازرانوں کو اشارہ
کیا۔

جہازرانوں نے لنگر اٹھایا اور جہاز مشرق کی طرف
روانہ ہو گیا

مجمع سے ایک شور اٹھا۔ ایسا معلوم ہوا کہ ایک
ہی سینے سے ساری آوازیں بلند ہوئی تھیں

یہ ہنگامہ رات کی ظلمتوں کو چیرتا ہوا طوفان کی
سی تیزی کے ساتھ سمندر پر سے گزرا۔ صرف المطرہ
خاموش کھڑی تھی۔ اس کی نگاہیں جہاز پر لگی ہوئی تھیں
یہاں تک کہ وہ دھند میں غائب ہو گیا

جب تمام لوگ منتشر ہو گئے۔ تو وہ پھر بھی ساحل
سمندر پر تنہا کھڑی رہی

اس کے یہ الفاظ اس کے کانوں میں گونج

رہے تھے

"بہت جلد ہوا کے دوش پر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد میں کسی اور عورت کے بطن سے پیدا ہوں گا۔"

تمت

مکتبہ عباسی، گجرات